قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی خط وکتابت منیجر الفضل قادیان کے پتہ پر ہو

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

Digtized by Khilafat Library

الفضل

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

جلد ۱ | ۳ ستمبر ۱۹۱۳ء مطابق یکم شوال ۱۳۳۱ھ بروز بدھ | نمبر ۱۲

مدینۃ المسیح

۳۰ اگست ۱۳ء

ایوان خلافت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت الحمدللہ اس ہفتہ علی العموم اچھی رہی بروز جمعۃ الوداع حضور کو کسی قدر ضعف سا ہوگیا جسکے باعث دیر کے مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے نماز جمعہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کی امامت میں ادا ہوئی مسجد میں بہت رونق تھی قریباً ۸ سو نمازی مرد وعورت موجود تھے۔ تادم تحریر قرآن کریم کے ۲۷ پارہ ختم ہو چکے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح جماعت کو عملی حالت درست کرنیکی طرف بہت متوجہ کر رہے ہیں۔

اہلبیت حضرت مسیح الموعود ہر سہ صاحبزادگان بفضلہ تعالیٰ بخیر وعافیت ہیں صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب اور صاحبزادہ بشیر احمد صاحب ہر دو نے قادیان کے احباب کو بہ تقریب روانگی منشی فرزند علیصاحب شام کا کھانا کھلایا۔

صدر انجمن احمدیہ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بعد اجلاس انجمن ایک روز رہکر واپس تشریف لیگئے۔ حضرت مولوی محمد علیصاحب ابھی تک کوہ مری پر قیام فرما ہیں ترجمہ قرآن مجید کا کام ختم ہو چکا ہے اب صرف نوٹس لکھ رہے ہیں۔ سکرٹری کا کام بدستور مولوی شیر علیصاحب بہ معیت مولوی صدر الدین صاحب چلا رہے ہیں۔

معتکفین جن معتکفین کے نام گذشتہ اشاعت میں دیئے جا چکے ہیں وہ بدستور ذکر الٰہی وعبادت میں مصروف ہیں اور دعائیں کر رہے ہیں گذشتہ اتوار اور پیر کے درمیانی شب کی نسبت حضرت خلیفۃ المسیح نیز بعض اعتکاف بیٹھنے والوں کا خیال ہے کہ وہ رات بہت مبارک تھی۔

مہمان اس ہفتہ باہر سے کم مہمان آئے ہیں ہفتہ رواں میں آنیوالے مہمانوں میں شیخ عبدالرشید صاحب بٹالوی اور بھی اخویم ماسٹر محمد طفیل خان یاد سکرٹری انجمن احمدیہ بٹالہ ہیں۔ موخر الذکر معہ اہل وعیال قادیان کی مبارک زندگی سے بہرہ یاب ہونے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اور عید کے بعد تک قیام رکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں جزاہم اللہ۔ بیرونجات کے احباب کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے متعلقین کو پھر قادیان لائیں اور حضرت خلیفۃ المسیح کے پُر معرفت وروحانیت زنانہ درس سے مستفید کریں۔

محاسب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لاہور سے واپس تشریف لائے دفتر محاسب کی آمد ہفتہ رواں میں حسب ذیل ہے:۔

لنگر ۶۳۱ روپے از ۲۴ تا ۲۹ اگست ۱۹۱۳ء

مدرسہ ۱۲۲ روپے امانت ۹۰ روپے مدرسہ احمدیہ ۹۷ روپے

متفرقات حافظ روشن علی صاحب مسجد اقصیٰ میں تہجد کے وقت قرآن سُناتے ہیں چونکہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں قرآن سُنانا شروع کیا گیا ہے اس لئے ختم کرنیکے لئے پانچ پانچ پارے روزانہ پڑھتے رہے ہیں۔ مختاری کے امتحان کا نتیجہ شائع ہوگیا۔ چودھری ضیاء الدین صاحب اور اخویم عبدالمجید بی۔ اے دو احمدی کامیاب ہوئے ہیں الحمدللہ علیٰ ذالک۔ سیالکوٹ میں ہیضہ ہے وہاں کی احمدی جماعت کے لئے خصوصیت سے دعا کی درخواست ہے۔ تحصیلدار صاحب بٹالہ قصبہ کی صحت وبیماریوں کے انسداد کی تدابیر سوچنے کے لئے تشریف لائے۔ شفاخانہ صدر انجمن میں ۳۲۵ مریض کا علاج کیا گیا۔

سڑک اُمید کیجاتی ہے کہ بٹالہ وقادیان کی درمیانی سڑک پر تعمیر کا کام پراونشل فنڈ سے منظوری ملنے کے بعد شروع ہوگا اس کی واپسی کا بیصبری سے انتظار کیا جا رہا ہے۔ بعض ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ قادیان سے اصل سڑک تک جانیوالا ٹکڑا جسمیں آجکل پانی جمع رہتا اور جو آمد ورفت میں تکلیف کا موجب ہو رہا ہے حکام کی توجہ منعطف کرا رہا ہے اور عنقریب صاحب ڈپٹی کمشنر اسطرف توجہ منعطف فرمائینگے۔

انصار اللہ ہمارے احباب اس خبر کو سُنکر خوش ہونگے کہ منشی فرزند علی صاحب انصار اللہ ۳۰ اگست کو صبح کے وقت ایک مبارک اور پاک سفر کے لئے قادیان سے روانہ ہوگئے یعنی وہ پہلے تو امسال فریضہ حج ادا کرینگے پر امید کہ بغرض اشاعت اسلام بھی ایک سفر کرینگے اللہ تعالیٰ انکا حامی وناصر ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح سے رخصت ہونے کے بعد وہ

باہتمام مرزا عبدالغفور بیگ منیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مرزا محمود احمد صاحب پروپرائٹر و پرنٹر پبلشر کے حکم سے شائع ہوا۔

ہفتہ رواں کی تازہ برقی خبریں

جنگ بلقان
ایڈریانوپل

باب عالی کا جواب دریائے مرٹزا کے دائیں طرف کے علاقہ کی نسبت طمانیت بخش تصور کیا جاتا ہے ایڈریانوپل کے ترکی قبضہ رہنے کی علامات روز بروز ترقی پر ہیں۔ ترکوں کی خلاف مالی بائیکاٹ کی روسی و آسٹرین تجویز کو فرانسیسی ساہوکاروں نے ناپسند کیا ہے ۔

مقام ادرنہ کوئی پر جو ایڈریانوپل سے ۲۵ میل مغرب کی طرف ہے، بلغاریوں نے ترکی فوج ہراول کے ایک دستہ پر حملہ کیا۔ لیکن ایک خونریز لڑائی کے بعد پسپا کر دیئے گئے۔ ترکوں نے ایک بلغاری کرنیل اور ۱۲۳ سپاہی گرفتار کئے ۔

ایڈریانوپل کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے باب عالی نے بلغاریہ سے براہ راست گفتگو کرنے کا ارادہ کیا ہے اور بلغاری ایجنٹ مقیم قسطنطنیہ کے ساتھ گفت و شنید شروع ہو گئی ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق باب عالی کی روش غیر متزلزل ہے۔ البتہ وہ بلغاریہ کو اور رعایتیں دینے پر آمادہ ہے ۔

طلعت بے وزیر داخلہ ٹرکی ایڈریانوپل گیا ہے کہ بلغاریہ سے نامہ پیام کرے نیز اپنی سپاہ کی خدمات علم حاصل کرے اور فوجی لیڈروں کو بتائے کہ سولاکھ سپاہ زیادہ عرصہ تک تھریس میں نہیں اکر جا سکتی ۔ ٹرکی و بلغاریہ کا براہ راست سمجھوتہ کر لینا یوروپ کی بعض طاقتوں کو پسند اور بعض کو ناپسند ہو ۔ ترکی گورنمنٹ سرحد کے متعلق بعض تجاویز بلغاریہ و دول یورپ کے سامنے پیش کرنیوالی ہے۔ جن میں ایڈریانوپل و قرق کلیسہ کے قبضہ پر اصرار کیا جائیگا ۔ ایڈریانوپل کے بارے میں ترکی تجاویز کا ابھی تک اظہار نہیں ہوا۔ دول بلغاریہ کی حمایت میں مداخلت پر آمادہ ہیں۔ اب بلغاریہ یا تو ترکوں سے لڑے یا براہ راست ٹرکی سے تصفیہ کرے۔ بلغاریہ کو یقین ہے کہ ترک عرصہ تک اڑہائی لاکھ فوج میدان جنگ میں نہیں رکھ سکتے اس لئے موقعہ کا منتظر ہے۔ بخلاف اس کے ترکوں کو یقین ہے کہ وہ دریائے مرٹزا کے بائیں کنارے پر کامل مدافعت کر سکتے ہیں ۔ صوفیہ میں ترکوں کے ساتھ ایڈریانوپل کے متعلق نامہ و پیام جاری ہونے سے انکار کیا جاتا ہے ۔

یونان کی تیاری

یونان نے از سر نو مسلح ہونے کی کارروائی شروع کر دی ہے۔ جنرل سٹاف پھر مرتب کیا جائیگا۔ بلا توقف سامان جنگ کی تجدید ہو گی۔ نئی حدود و قلعہ بندی کی جائیگی۔ بیسنہ بحر کو جدید جہازات اسلحہ خانہ اور ساحلی مورچہ بندیوں و قلعوں سے تقویت دی جائے گی ۔ یونان کے پاس ۲۰۰ ہزار اور بلغاریہ کے پاس ۴۰ ہزار ترک قیدی ہیں اور نوریا ستیں حالات کے نارسی ہونے کی وجہ سے قیدیوں کو رہا نہیں کرتیں ۔

فرانس کا اطمینان

وزیراعظم فرانس نے ایک تقریر میں کہا اس تحدد و تس زمانہ کا خاتمہ ہو گیا جسمیں بارہا دول یوروپ کے لئے خطرۂ جنگ کا امکان نظر آتا تھا۔ یورپ کی متفقہ کارروائی کا نتیجہ گو نا قابل اطمینان رہا تاہم اتنا ہی کافی ہے کہ اس سے امن و امان قائم ہو گیا ۔

بلغاری علاقہ کی ویرانی

جو علاقے عہد نامہ بخارسٹ کی رو سے بلغاریہ کے سپرد ہوئے ہیں۔ ان کی تباہی و ویرانی کا سلسلہ جاری ہے، ترک اور یونانی باشندے یونانی علاقہ کی طرف ہجرت کر رہے ہیں اور ۳۲ دیہات کو انہوں نے خود جلا کے خاکستر کا ڈھیر کر دیا ہے ان میں پناہ گزینوں کی تعداد ایک لاکھ ۸ ہزار تک پہنچ گئی ہے ۔

بغداد ریلوے۔ اس ریل کے مالی امور کے متعلق فرانسیسی اور جرمن ساہوکاروں کی باہمی گفتگو ہو چاہتی ہے۔ انگلستان اور روس کو بھی تمام حالات سے آگاہ رکھا جاتا ہے انگلستان بغداد تک لائن کے مفاد سے دست برداری کا معاہدہ کرلیگا ۔ جرمنی اور فرانس کی گفتگو میں ایشیائے کوچک کی ریلوں کے متعلق پرائیوٹ تبادلہ خیالات ہوا تھا جس پر کوئی پابندی عاید نہیں ہوتی۔ جرمنی کا ڈچی بینک عثمانی بینک کے حصص خریدلیگا۔ اور اس طرح جرمنی کو بلا مداخلت غیرے آزادی حاصل ہو گی۔ بغداد ریلوے کا معاہدہ انگلستان۔ جرمنی روس اور فرانس کے باہمی کامل سمجھوتہ پر منحصر ہے۔ فرانس اس لائن کے فوائد سے دست بردار ہو کر کسی اور جگہ میں حصہ حاصل کر لیگا جب ڈچی بینک عثمانی بینک سے حصص خرید لیگا تو اس کے بعد وہ شام و ساحل بحیرۂ اسود پر بہت سی ریلوے رعایات سے فرانس کے حق میں دست بردار ہو جائیگا۔

ایران کی ریلیں

ایرانی ریلوں کے متعلق فرانس۔ روس اور انگلستان میں معاہدہ ہوا ہے کہ شمالی ایران میں روسی فواید ۶۰ فیصدی۔ فرانسیسی ۳۳ ½ فیصدی اور برٹش ۶ ½ فیصدی ہونگے۔ اسی طرح جنوبی ایران میں ۶۰ فیصدی برٹش اور ۳۳ ½ فرنچ اور ۶ ½ روسی فوائد ہونگے اسمیں ماورائے ایران ریلوے کے متعلق بہت جوش ہے روسیوں کا خیال ہے کہ اس ریلوے کے ذریعہ انگلستان اور روس کے تعلقات میں ترقی ہو گی۔ انگریز ہندوستان جاتے ہوئے روس میں سے گذرینگے ۔ سالار الدولہ برادر شاہ معزول روس سفارت خانہ کرمان شاہ پناہ گزین ہے ۔

چین کی خانہ جنگی۔ گذشتہ دس روز سے نانکنگ کے گرد سخت جنگ ہو رہی ہے کبھی ایک فریق کبھی دوسرا غالب آتا ہے۔ سرکاری سپاہ شہر پر گولہ باری کر رہی ہے۔ نئی توپیں لائی جا رہی ہیں۔ باغی سوداگروں کو مجبور کر رہے ہیں کہ انقلاب فنڈ میں اپنی دولت کا دسواں حصہ دیں ۔ جاپان باغیوں کو پناہ دینے میں کوئی ہرج نہیں دیکھتا۔ سرحد تبت و چین پر تبتیوں نے چینیوں پر حملہ کر دیا لڑائی جاری ہے ۔

امریکہ و میکسیکو۔ گورنر لینڈ امریکہ کی طرف سے دوبارہ گفتگو کرنے کے لئے میکسیکو جا رہا ہے تمام امریکن رعایا گورنمنٹ امریکہ کی طرف سے ہدایت کیگئی ہے کہ میکسیکو سے چلے آویں سرحد میکسیکو کی طرف سپاہ رسالہ اور توپخانہ روانہ ہو رہے ہیں۔ جنرل ہورٹا نے ایسا ہی پہلو اختیار کیا ہے۔

دیگر خبریں

مہاراجہ بڑودہ کی لڑکی راجکماری اندرہ کی شادی کنور جوتندرا برادر مہاراجہ کوچ بہار کے ساتھ برہمو طریق مذہب پر لنڈن مگنگھم سیلیس میں ۲۵۔ اگست کو ہو گئی۔ دولہا دلھن تمام ہیڈن کو ہنی مون منانے کے لئے گئے ہیں ۔ ایرانی جنڈارمہ کے لئے اور سویڈش فوجی افسر بھرتی کئے گئے ہیں ۔ جزائر برطانیہ کے گرد ہوائی جہاز میں چکر لگانے کے لئے ایک ہواباز مسمی ہاکر نے ۱۲۶ منٹ میں ۳۴۳ میل مسافت طے کی ہے آلہ پرواز کو نقصان پہنچنے کے باعث ہاکر زخمی ہو گیا ہے ابھی تک اسکو ۷۹۴ میل کا سفر کرنا باقی ہے ۔ انگلستان میں مصوروں اور نقاشوں نے ہڑتال کر دی ہے اجرت بڑھانے کی تجویز در پیش ہے ۔ حکومت امریکہ جزائر فلپائن کو خود مختار حکومت دینے پر تیار ہے ۔ مولائے حفیظ سابق سلطان مراکو براہ مصر و حجاز ریلوے۔ فریضہ حج کی ادائگی کے لئے تشریف لا رہے ہیں ۔ حقوق طلب عورتوں نے وزیراعظم انگلستان۔ مسٹر اسکوتھ پر حملہ کیا اس کو گھسیٹ کر لیگئیں اور ٹوپی اتار دی ۔

ہندوستان کی خبریں

ڈاکٹر رہ بہاری گھوش نے کلکتہ یونیورسٹی کو دس لاکھ روپیہ کا گرانقدر عطیہ دیا ہے ۔ آیندہ ماہ نومبر میں مسٹر جوزف کنگ ممبر پارلیمنٹ وہ ہندوستانی ہونگے ان سے درخواست کیگئی ہے۔ کہ نیشنل کانگریس کے اجلاس کراچی میں شریک ہوں ۔ دیناج پور بنگال میں اخبار محمدی کے اڈیٹر مولوی محمد اکرام خاں پر ہتک عزت کا جو مقدمہ چل رہا تھا وہ گذشتہ ۱۵ اگست کو خارج ہو گیا ۔ سیلاب زدگان بنگال کی امداد کے لئے گورنر بنگال کی زیر صدارت ٹاؤن ہال کلکتہ میں ایک جلسہ ہوا جسمیں ۲۳ ہزار روپیہ چندہ ہوا۔ حضور والا گورنر بنگال اور انکی لیڈی صاحبہ ہر ایک نے ایک ایک ہزار روپیہ چندہ دیا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم * نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان - بروز بدھ - ۳ - ستمبر ۱۹۱۳ء

ہم ایک امام کے تابع ہیں

میں اس مضمون میں بعض نہایت ضروری امور کیطرف جماعت کی توجہ منعطف کرانی چاہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ احباب اسپر خاص طور سے غور فرمائینگے - اور اسپر عمل کرنے کی کوشش کرینگے - ہر ایک احمدی جو اپنے رشتہ داروں - عزیزوں - دوستوں - پیاروں کو چھوڑ کر خدا کے مامور و فرستادہ کو مانکر طرح طرح کی مشکلات میں اپنے آپ کو ڈالتا ہے اور خدا کی مرضی کے لئے اپنی مرضی کو چھوڑ دیتا ہے کیا اس کا فرض نہیں ہے کہ وہ اپنی خواہشات کو مٹا کر اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے تا ایسا نہ ہو کہ دین و دنیا دونوں ہاتھ سے جائیں - اور ایک طرف اپنے اقارب کو خدا کے لئے چھوڑ دے - اور دوسری طرف خدا بھی ہاتھ نہ آئے ؛

خدا کی رضا اور اسکی خوشی کو حاصل کرنے کے لئے ہمارے پاس قرآن شریف موجود ہے - اور اسمیں اللہ تعالے نے ہمیں اس بات کی طرف متوجہ کیا ہے کہ ہم اپنے آپکو خدا تعالے کی اطاعت اور فرمانبرداری میں وقف کر دیں اور اسکے احکام کے مقابلہ میں اپنی رائے کو کچھ وقعت نہ دیں - گو ہمارا دل کتنا ہی متنفر ہو - ہمارے ارادہ کتنے ہی مخالف ہوں - مگر خدا کے منشاء اور اسکے حکم کے مقابلہ میں ہم اپنی خواہشات کی ایک رتی برابر بھی پرواہ نہ کریں اور ہر وقت ہمارے مد نظر اطیعوا اللہ کا حکم ہو - اور ہم سچے دل سے فیصلہ کرلیں - کہ خدا تعالے کی اطاعت ہمارا نصب العین رہے گا ؛

خدا تعالے کی رضا حاصل کرنے کے لئے دوسرا امر جس کی طرف ہمیں متوجہ کیا گیا ہے اطاعت رسول ہے - فلا و ربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیما - اللہ تعالے اطیعوا اللہ کے بعد فرماتا ہے واطیعوا الرسول - جو کچھ رسول کریم نے ہمیں فرمایا ہے اسکی ہم کامل اطاعت کریں - اور آپکی اطاعت سے سرمو فرق نہ کریں آپکی مرضی کے مقابلہ میں اپنی چھوڑ دیں - اور آپکی محبت ہمارے دلوں میں ایسی جاگزیں ہو کہ کوئی رشتہ دار عزیز حتی کہ اپنا نفس بھی اگر کسی معاملہ میں آپکے احکام کی خلاف ورزی کی تعلیم دے - تو اسے چھوڑ کر آپکے حکم کو پورا کریں - آپکے احکام کے معلوم کرنے کے ہمارے پاس بخاری جیسی مستند کتاب موجود ہے جسکی خوبی اور اعتماد کے ہزاروں آئمہ دین قائل چلے آئے ہیں اور اب آخری زمانہ کے امام حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اسکی نسبت اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے فتوی کی تصدیق کر دی ہے - علاوہ ازیں دیگر صحاح بھی موجود ہیں جن سے ہمیں رسول کریم کے احکام کا پتہ چل سکتا ہے - اور تعامل جیسا زبردست شاہد اسکے ساتھ ہے ؛

اگر قرآن و حدیث کے معانی کے سمجھنے میں دقت ہو تو ہمیں حکم ہے کہ ہم سبیل المؤمنین کو اختیار کریں اور غیر سبیل المؤمنین کو چھوڑ دیں - اور کبھی اس راہ پر نہ پڑیں جسپر مومنین کی جماعت نہ چل چکی ہو - اور سبیل المومنین کے معلوم کرنے کیلئے ہمارے پاس معتبر کتب آثار موجود ہیں - جن سے ہم خیر القرون کے لوگوں کے طریق عمل کو معلوم کر سکتے ہیں اور ہمیں معلوم ہو سکتا ہے کہ صحابہ تابعین اور تبع تابعین نے کسی قرآن کی آیت یا حدیث کے کیا معنے کئے ہیں اور اسپر کس طرح عمل پیرا ہوئے ہیں ؛

خدا اور رسول کی اطاعت کے بعد ہمیں حکم ہے کہ ہم اولوالامر کی اطاعت کریں - اولوالامر دو قسم کے ہوتے ہیں - ایک دینی ایک دنیاوی سو خدا کے فضل سے ہمارے پاس دونوں اولوالامر موجود ہیں - امام بھی موجود ہے گورنمنٹ بھی موجود ہے اور چونکہ ہماری ہی جماعت ہے جو ایک امام کے ماتحت کام کر رہی ہے اور جس نے اپنے آپ کو ایک امام کے ہاتھ پر بیچ دیا ہے - اس لئے خدا تعالے کے فضل سے ہم ہی ہیں - جو اہل سنت والجماعت کہلانے کے مستحق ہیں - ورنہ جو لوگ کسی امام کے ماتحت ہی نہیں انکا حق ہی کیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہیں جماعت تو تب ہو جب کوئی امام ہو - جب کوئی امام ہی نہ ہو تو پھر جماعت کیسی - پس اہل سنت والجماعت ہم ہی ہیں - کیونکہ ہمارا ایک امام ہے اور اگر کوئی اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہے تو ہمارا اسپر زور نہیں - ہمارا اپنا طریق اور طرز عمل بالکل صاف ہے - غیروں سے ہمیں کیا کام ہمیں حکم ہے کہ خدا تعالے کے مطیع ہوں رسول کریمؐ کے فرمانبردار بنیں - اولوالامر کے حکم بردار ہوں - اور ان سب کی اطاعت کے لئے جن سامانوں کی ضرورت ہے وہ سب ہمارے پاس خدا کے فضل سے موجود ہیں اور ہر ایک جھگڑا ہم مذکورہ بالا طریق سے فیصلہ کر سکتے ہیں ؛

کانپور کی مسجد کے متعلق بھی ہمنے جو کچھ لکھا تھا اپنے خیال میں قرآن کریم اور احادیث کے مطابق سمجھ کر لکھا تھا - حکام وقت کی اطاعت کو مد نظر رکھ کر - امام وقت کو دکھا کر شائع کیا تھا - اگر ہماری تحریر غلط تھی - قرآن شریف کی کسی آیت کریمہ کے خلاف یا احادیث صحیحہ کے مخالف تھی یا آثار صحیحہ غیر مختلفہ میں غسلخانہ یا جائے وضو کے مقام مساجد میں شامل ہیں - تو ان حوالجات کو دیکھتے اور انپر کامل غور کرنے کے لئے تیار ہیں - اور اگر ہماری رائے غلط تھی تو ہم دوسری رائے کو بسر و چشم ماننے کے لئے تیار ہیں - ہماری اس میں ہتک نہیں - اور ہمیں کوئی اڑ اور ضد نہیں - ہم سچے علم کے محتاج ہیں - امید ہے کہ کوئی صاحب ہمیں اس علم صحیح سے محروم نہ رکھیں گے ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالے ہمیں رسول کریمؐ کے ارشاد کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن اخذها حیث وجد کی توفیق دے گا ؛

باقی رہا جماعت میں سے بعض افراد کا اختلاف وہ کچھ چنداں قابل اعتبار نہیں - ہمارا ایک امام موجود ہے اور ایک ہی ہے دو نہیں خدا کے فضل سے زندہ ہے - اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو ہم اپنی آراء کو اسکے سامنے پیش کر سکتے ہیں اور اس سے فیصلہ کرا سکتے ہیں میںنے اپنے مضامین کو آپ کے سامنے پیش کیا - آپ کی اجازت کے بعد شائع کیا - ہر ایک مضمون کے لئے تحریری اجازتیں موجود ہیں پھر اگر کوئی صاحب خواہ وہ کسی شان اور قدر کے آدمی ہوں - علم و تقوے کے لحاظ سے اگر ساری جماعت پر بھی ممتاز ہوں - اصابت رائے میں اپنی نظیر آپ ہی ہوں - اپنی رائے سے بغیر منظوری حضرت خلیفۃ المسیح کوئی مضمون شائع کریں تو وہ قطعاً قابل اعتبار نہیں - اور چونکہ ہمارا امام ایک ہی ہے اور کوئی نہیں اس لئے ایسے لوگوں کی رائے ہم پر کسی طرح حجت نہیں ہو سکتی - اور کسی غیر احمدی یا کسی اخبار کا کوئی حق نہیں - کہ وہ اس سے جماعت میں اختلاف ثابت کرے ایسی رائے جو حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم کے بغیر اور آپ کو دکھائے بغیر شائع ہوتی ہے وہ جماعت کی رائے ہی نہیں - پھر جماعت میں اختلاف کیا ؛

پھر جماعت میں مختلف الخیال لوگوں کا ہونا ضروری ہے ہم تو دیکھتے ہیں کہ کوئی دو آدمی بھی نہیں مل سکتے - جو ہر بات میں ایکدوسرے سے متفق ہوں - اور یہ بات خدا تعالے کی عظمت پر دال ہے پھر ایک کثیر جماعت کے افراد میں اس قسم کا اختلاف ہونا کچھ تعجب کی بات نہیں - عبداللہ بن ابی کے وقت حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور اور موجودگی میں - اور حضرت عائشہ کے افک میں جب آپ نے صلی اللہ علیہ وسلم من یعذرنی فرمایا - تب اوس و خزرج لڑ پڑے تھے - اور رسول کریمؐ وہاں موجود تھے - عمرو بن عوف میں لڑائی ہوئی تھی - اور نبی کریمؐ صلح کے لئے وہاں گئے تھے وہاں آپ ہی کا فیصلہ ناطق تھا - اسی طرح ایک عورت سے کسی مزدور نے زنا کیا - اور زانی کے باپ کو فتوی دیا گیا کہ تم سو بکریاں جورو والے کو دیدو - مگر حضرت نبی کریمؐ نے جب فیصلہ دیا کہ بکری والا فیصلہ غلط ہے

زانی کو حد لگائی جائے۔ وہی فیصلہ ہوا پس اگر آپس میں کوئی اختلاف ہو بھی جائے تو فیصلہ وہی ہوگا جو حضرت خلیفۃ المسیح فرمائینگے اور دوسروں کی رائے اسکے مقابلہ میں کوئی وقعت نہ رکھے گی۔ اگر پیغام صلح میں کوئی مضمون شائع ہوا ہے تو اسکے سب ایڈیٹر صاحب جو نہ قادیان آئے نہ ان کو یہاں کا علم ہوا۔ اور ایڈیٹر صاحب سمندر پار بیٹھے ہیں۔ انھیں خبر ہی نہیں کہ ہندوستان کیا ہو گیا ہے۔ اور پھر یہ لوگ ہمارے امام نہیں۔ ایک شخص ہمارا امام ہے اور اسی کا فیصلہ ہمارے لئے ناطق ہے اور اسی لئے ہم اہل سنت والجماعت کہلاتے ہیں۔ دو اماموں کے نہ ہم قائل ہیں اور اگر کوئی دوسرا دعویٰ کرے۔ تو اس کا فتویٰ صحاح میں موجود ہے +

اور کسی شخص کا یہ کہنا کہ قادیان میں چونکہ امن ہے اس لئے وہاں کے لوگ نہیں سمجھ سکتے کہ باہر جہاں جماعت نہیں بلکہ اکا دکا احمدی ہے وہاں امن نہیں اور قادیان والوں کی تحریروں سے انھیں تکلیف ہوتی ہے اور وہ دکھ اٹھاتے ہیں یہ اس شخص کی نادانی ہے ہم اسے بحکم اپنے امام کے یہ حکم سناتے ہیں کہ ان الذین توفٰھم الملائکۃ ظالمی انفسھم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا فاولٰئک ماوٰھم جھنم وساءت مصیرا۔ اسی طرح بحکم اپنے امام ہم اسے یہ آیت سناتے ہیں۔ وکاین من دابۃ لا تحمل رزقھا اللہ یرزقھا وایاکم وھو السمیع العلیم۔ اسی طرح ہم اسے بحکم اپنے امام کے ایک اور آیت سناتے ہیں۔ ومن یھاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغما کثیرا وسعۃ۔ اسی طرح یہ آیت کہ والذین ھاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ ولاجر الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون نحل ۶۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ اکے دکے احمدی کو کیسی تکلیف ہوتی ہے مگر یہ کیوں ہے اس لئے کہ یہ لوگ حکم ہجرت کے پابند نہیں۔ اگر انھیں اپنے وطنوں میں تکلیف ہے اور اظہار احمدیت میں دقت۔ لوگ ان کو ستاتے ہیں۔ اس لئے وہ جرأت سے سچائی کا اعلان نہیں کر سکتے تو اپنے گھر بار کو چھوڑ دیں۔ اور قادیان آجائیں۔ باقی اگر انھیں رزق کا فکر ہے تو کنا مستضعفین کو یاد کریں +

ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ان احکام کے معلوم کرنے کے بعد یا لیسیوں والوں کا تو نہیں مگر دوسروں کے شکوک کا علاج ہو جائیگا جس شخص نے حل طلب معمہ لکھا ہے اس کا جواب بھی کافی طور سے ہو گیا ہے۔ ہاں جو شخص منافق طبع ہو کر قوم میں تفرقہ ڈلوانے کے لئے قوم کو جتاتا ہے کہ اکے دکے لوگوں میں ملجائیں۔ اسے چاہیئے کہ پہلے قرآن وحدیث سے یہ فتویٰ نکالے کہ خارجیوں میں متعہ کرنا ان سے کلملک . . . .

میں اہل بیت کو۔ شیعوں میں صحابہ کو۔ مقلدوں میں آئمہ حدیث کو۔ غیر مقلدوں میں آئمہ فقہ کو برا کہا جائے۔ کیونکہ کامل صلح تو تبھی ہوگی اور اس صورت میں احمدی اور غیر احمدی ایک ہو کر فتنہ سے بچ سکیں گے +

ہاں اگر اس بات کے لکھنے والے کے ارباب متفرقون ایسی جماعت کو جرأت و دلیری کی تعلیم دینے سے روکتے ہیں اور اسکی اجازت نہیں دیتے تو ہم ودوا لو تدھن فیدھنون کی آیت میں جو کچھ حکم دیا گیا ہے اس سے واقف ہیں اور مداخلت کرنے سے محترز ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس سے بچائے +

ہم یہ بھی امید کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے مسجد کانپور پر کچھ لکھا ہے وہ جعلت لی الارض مسجدا کی حدیث کی بھی تشریح کر دینگے کہ رسول کریم تو ساری زمین کو ہی مسجد قرار دیتے ہیں +

امید ہے کہ جس صاحب نے ان واقعات کو ایک معمہ سمجھا ہے انکی تسلی ہو جائے گی۔ اور وہ اس بیان کو کافی تشریح خیال کرینگے باقی سب جھگڑوں کے فیصلہ کے لئے ہمارا ایک امام ہے اور کوئی اور شخص ایسی حیثیت نہیں رکھتا کہ اس کا فیصلہ ہمارے لئے ناطق ہو +

مذکرات

مسلمانوں کے نادان دوست

کہتے ہیں کہ ایکدفعہ ایک برہمن نے ایک ریچھ سے کوئی نیکی کی۔ ریچھ اس کا بہت ممنون ہوا۔ برہمن کو نیند آگئی۔ ریچھ مگس رانی کرنے لگا۔ ایک مکھی بار بار آکر برہمن کے چہرہ پر بیٹھتی اور ریچھ کے اڑانے سے نہ اڑتی۔ ریچھ کو مکھی پر غصہ آیا۔ اس نے زور سے ایک تھپیڑا مارا۔ مکھی تو اڑ گئی۔ لیکن برہمن غریب اپنے نادان دوست کے تیز ناخنوں کا شکار ہو گیا۔ یہی حال غریب مسلمانوں کی قوم کا ہے۔ انھوں نے سمجھا تھا کہ اخبارات ہمارے بہی خواہ۔ ہمارے رہنما اور ہمارے مفاد کے محافظ ہیں۔ اخبارات نے اگر یونیورسٹی کیلئے تحریک کی تو مسلمانوں نے پیٹ کاٹ کر معقول رقومات چندہ میں دیں۔ اخبارات نے مصیبت زدگان جنگ طرابلس و بلقان کیلئے اپیل کی۔ تو غریب قوم نے انکی آواز پر لبیک کہی۔ اور نقد و جواہر نذر کر کے ترید فنڈ اور بحر فنڈ قائم کر دیئے۔ اور بعض معترضین کی رائے میں خود صاحبان اخبار کو بے حیثیت سے باحیثیت بنا دیا آہ۔ اس نیکی کا معاوضہ بری طرح سے دیا گیا۔ کانپور کے معمولی واقعہ کو رائی کا پہاڑ کر کے دکھایا گیا۔ جہلا کے جذبات کو اکسایا۔ اور اس بات کو نظر انداز کر دیا۔ کہ مسلمان سیدھی سادھی قوم ہے مکر و عیاری نہیں جانتی۔ نئی روشنی کی دستوری ایجیٹیشن سے وہ نابلد ہے اور اگر ان میں جوش آگیا۔ تو حاکم و محکوم دونوں کے لئے سخت نقصان رساں ہوگا۔ نتیجہ کیا ہوا۔ بچوں اور جہلا میں جوش پھیلا۔ قانون کو ہاتھ میں لے لیا گیا۔ بلوہ ہوا۔ ۲۳ مقتول اور بہت سے مجروح ہوئے۔ معززین کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑیں۔ اب مقدمہ کے لئے نامور بیرسٹر اپنی پریکٹس چھوڑ کر کانپور جمع ہیں۔ ایک لاکھ اور پھر اڑھائی لاکھ روپیہ کے لئے اپیل کی جارہی ہے + اب قطع نظر تلاف کے مالی نقصان پر ہی نظر غائر ڈالی جائے۔ مچھلی بازار مسجد کے غسلخانہ کی بجائے ایک عالیشان مسجد بنائی جا سکتی ہے۔ نیک نصیحت کو برا ماننے والو ہم کو خوشامدی اور دغا باز کہنے والو! خدارا ذرا غور تو کرو۔ اور اپنے ہموطنوں کے طرز کا تو ملاحظہ کرو۔ کیا ہندوؤں نے بھی باوجود لگاتار اور زور و شور کی کامیاب ایجیٹیشن کے اسقدر نقصان جان و مال کیا تھا؟ جسقدر کہ مسلمانوں کی کمزور ناکام اور چند دن کی بے چینی نے کر دکھایا ہے؟ اگر نہیں تو پھر خدارا اپنی ہی حزم و احتیاط سے کام لو۔

ضلع گورداسپور کا نیک دل ڈپٹی کمشنر

وہ رعایا بہت ہی خوش قسمت اور مبارک ہے جس کا حکمران نیکدل۔ رعایا کا ہمدرد اور بہی خواہ ہو اس خصوص میں گورداسپور کے ضلع کی رعایا بہت ہی خوش قسمت ہے۔ مسٹر ایچ۔ ڈبلیو واٹسن صاحب جب سے ڈپٹی کمشنر ہو کر آئے ہیں انھوں نے اپنے **اوقات** کا بیشتر حصہ رعایا کی ضروریات کے معلوم کرنے اور حتی الوسع انکی شکایتوں کو رفع کرنے میں صرف کرتے ہیں ہر شخص خواہ وہ کسی طبقہ اور پوزیشن کا ہو صاحب ممدوح کے پاس براہ راست اپنی معروضات پیش کر سکتا ہے اگرچہ ہفتہ میں دو دن اس غرض کے لئے آپنے رکھے ہوئے ہیں لیکن پھر بھی عموماً ہر روز ایسا موقعہ آپ دیتے رہتے ہیں + **قادیان** کی صفائی کے متعلق حال میں صاحب ممدوح کو الفضل کے نمایندے نے توجہ دلائی تھی۔ ایبر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے اسقدر جلد نوٹس لیا کہ قادیان کی پبلک کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا نہ کرنا سخت غلطی ہوگی۔ اگرچہ صاحب ممدوح نے اپنا فرض ادا کیا ہے لیکن جس خندہ پیشانی اور مستعدی سے آپنے نوٹس لیا ہے وہ دوسرے ڈپٹی کمشنروں کے لئے قابل تقلید ہے ۲۶- اگست کو صاحب ممدوح سے انٹرویو ہوا۔ اور ۲۹- اگست کو آپنے بٹالہ کے تحصیلدار صاحب کو موقعہ پر بھیجکر نہایت مناسب انتظام کر دیا۔ جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب ایل- ایم- ایس پنشنر آفیسر شفاخانہ صدر انجمن قادیان کی صفائی کے ذمہ دار آفیسر مقرر ہوئے ہیں۔ اس جگہ تحصیلدار صاحب کی معاملہ فہمی اور مستعدی کی تعریف نہ کرنا ایک حق پوشی ہوگی۔ تحصیلدار صاحب نے جو انتظام کیا ہے وہ نہایت مستحسن ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی قابلیت مسلمہ ہے وہ سول سرجن کا کام کر چکے ہیں اور نہایت

دستہ دار عہدوں کا چارج لیتے رہے ہیں۔ اس لئے انکی ذات سے توقع ہے کہ وہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے اس انتظام کو قابل اطمینان ثابت کرنے کی خدا کے فضل سے کوشش کرینگے +

بہرحال گورداسپور کا ڈپٹی کمشنر رعایا کی بھلائی کے لئے مفید مشوروں پر عمل کرنیکے لئے جسقدر مستعد رہتا ہے۔ اگر دوسرے افسران ضلع بھی انکی تقلید کریں۔ تو رعایا کے قلوب کو مسخر کر لینا آسان ہے ایسے نیک دل حاکم کیلئے ہم دل سے دُعا کرتے ہیں +

کیا مشرق قریب کے پیچیدہ مسئلہ کا فیصلہ ہو گیا ہے

گورومانیہ کے پایۂ تخت میں عہدنامہ ہو چکا ہے اور رومانیہ نے ہوشیاری سے اور سرویا اور یونان نے تلوار کے زور سے بلگیریا کو مغلوب کر کے من مانی شرائط منوالی ہیں اور دول یورپ نے مداخلت و ترمیم کی بجائے صلحنامہ کی تصدیق کر دینا ہی بہتر سمجھا ہے اس حکمت عملی سے سردست امن و امان دکھائی دیتا ہے لیکن اس بجھی ہوئی آگ میں ابھی ایسی چنگاریاں ہیں جو ایک دن یورپ کے خرمن امن میں آگ لگنے کے لئے کافی ہونگی۔ اور ممکن ہے کہ بلقان سے نکل کر دوسرا سنیٹ پیٹرز برگ۔ برلن اور پیرس تک بھی پہنچ جائیں مثلاً البانیہ و سرویا میں رقابت موجود ہے۔ نئی خود مختار ریاست سرویوں کے وحشیانہ اقوال کو ہرگز فراموش نہیں کر سکتی۔ بلگیریا پہلے ہی اس معاہدہ کو بخارسٹ کی حماقت کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اور زار بلغاریہ فوج کو بدلہ لینے کی تاکید اور تیاری کا حکم دے چکا ہے۔ ترکوں نے اپنی بری و بحری افواج میں اضافہ کرنیکا اعلان کر ہی دیا ہے۔ لہذا ان واقعات و جذبات پر سرسری نظر کرنے سے بھی واضح ہوتا ہے کہ شائد آیندہ بجائے زمین مقدونیہ یورپ کا میدان جنگ ثابت ہوگی۔ اور اس سرزمین میں پھر خون کی ندیاں چلینگی۔ اور اس خونین جنگ کا ۲ کروڑ ۳۶ لاکھ بندگان خدا کی قسمتوں پر اثر پڑیگا کیونکہ جدید ریاستوں کی آبادی حسب ذیل ہے:-

توسیع یافتہ بلقانی ریاستوں کی آبادی

ریاست	آبادی
رومانیہ	۷۰۰۰۰۰۰
لبغاریہ	۵۰۰۰۰۰۰
یونان	۴۵۰۰۰۰۰
سرویا	۴۰۰۰۰۰۰
البانیا	۲۰۰۰۰۰۰
مانٹی نیگرو	۵۰۰۰۰۰
میزان	۲ کروڑ ۳۶ لاکھ

اور نہ کا مستقبل

تازہ تاربرقی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ روس و آسٹریا کی زبانی دھمکیوں نے بعض اہم سیاسی اغراض کی بنا پر عمل کا جامہ نہیں پہنا۔ جنگی کارروائی کے

ناممکن الوقوع ثابت ہونے پر بلغاریہ کے حامیوں نے ٹرکی کی بائیکاٹ کرنی چاہی تھی۔ لیکن اخیر یا بینھما العداوۃ والبغضا کی زبانی آوازنے انکے اپنے کیمپ میں کھلبلی مچادی۔ اور اسپر بھی یورپ کی طاقتوں کا اتفاق نہیں ہو سکا۔ آخر یہ فیصلہ کیا گیا کہ اچھا اور نہ اور قرق کلیسا ترکوں کے پاس رہیں لیکن یہ شروط بہ شرائط ہوگا۔ ترکوں نے اور نہ کے مسئلہ کے آخری حل کا جو طریقہ سوچا ہے وہ نہایت مدبرانہ اور معقول ہے وہ چاہتے ہیں کہ تھریس کو ایک نیم آزاد ترکی ریاست بنادیا جاوے۔ اور اس طرح مقابر و معابد اسلامی کی حفاظت کے علاوہ یورپین ٹرکی میں بھاری فوج رکھنے کے اخراجات سے بھی سبکدوشی حاصل کر لی جائے۔ اس بارہ میں سرویا و یونان سے گفتگو ہو چکی ہے۔ بلغاریہ سے براہ راست نامہ و پیغام کی سلسلہ جنبانی ہو رہی ہے۔ اس تمام تحریک کی رُوح رواں طلعت بے ترکی وزیر داخلیہ ہیں۔ جو اس تجویز کو عمل میں لانے کے لئے اور نہ گئے ہیں تاکہ ایک طرف فوج کو سمجھائیں دوسری طرف بلغاریہ سے سمجھوتہ کر لیں۔ لیکن جنگ بلقان نے جس طرح پہلے تمام قیاسات کو جھٹلایا ہے اسی طرح ممکن ہے کہ چند دن میں اڈریانوپل پر ہی کوئی اَور گل کھلجائے۔ کیونکہ سلام سیاست ابھی تک کلیتہً صاف نہیں معاملات کی حالت مذبذب ہے۔ غیب کا علم علام الغیوب خدا کے سوا کسی کو نہیں +

نامنظور۔ نامنظور

کسی نے کہا ہے۔ بگڑی بنجاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کی حالت اب اسکی مصداق نہیں بلکہ برعکس اسکے اگر تھوڑے سے تصرف کے ساتھ یہ کہا جائے کہ بن بن کے بگڑ جاتی ہے جب قہر خدا ہوتا ہے۔ تو حالات پیش آمدہ کی بنا پر زیادہ موزون ہوگا کیونکہ جس لارڈ ہارڈنگ کی گورنمنٹ میں مجروحین طرابلس و بلقان کے لئے چندہ ہوا طبی وفود بھیجے گئے۔ اور متواتر مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار ہوا۔ اب مسلمانوں کی شامت اعمال سے اور ہم تو کہینگے کہ انکی غیر مآل اندیشی سے اس حکومت میں انکی ہر ایک درخواست 'نامنظور' کے موزون حکم سے مزین ہوتی ہے۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ خدا کے حکم کے خلاف محسن سے شکر نگلنے کی کوشش ہو گئی۔ حاکم سے الٹائی مول لی اور صدو ہٹ سے کام لیا۔ نرمی چھوڑ سختی کا پہلو اختیار کیا۔ اور خمیازہ اُٹھانا پڑا چنانچہ ملاحظہ ہو کہ ماخوذین مقدمہ کانپور کی درخواست کہ اُن کا مقدمہ کسی دوسرے احاطہ یا صوبہ میں کسی ایسی عدالت میں منتقل کیا جائے جو سر جیمز میسٹن کے زیر اثر نہ ہو۔ گورنمنٹ ہند کی پیشگاہ سے نامنظور کر دی گئی ہے۔ خواجہ غلام الثقلین نے جو ریزولیوشن صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ کی کونسل میں کانپور کے واقعہ کے متعلق پیش کرنا تجویز کیا تھا۔ اُسے گورنمنٹ صوبہ مذکور نے نامنظور کر دیا۔

(۳) سشن جج کانپور نے ملزمین کی درخواست ضمانت نامنظور کر دی گورنمنٹ کے اس فعل کو کوئی ظلم کہے سختی کہے۔ اُس کا اختیار ہے لیکن ہم تو ایکطرف کہینگے ع رموز مملکت خویش خسرواں دانند۔ اور دوسری طرف غضب آلود نوجوانوں کو صبر اور مسلمان بننے کی تلقین کرینگے کیونکہ اسی میں انکی بہتری کا راز ہے +

سندھ فارین مسلم ایسوسی ایشن

اخبارات میں دو تین ہفتہ سے یہ خبر گشت لگا رہی ہے کہ سندھ میں چند مسلمان نوجوانوں نے ایک انجمن بنائی ہے جسکی غرض غیر ممالک میں اشاعت اسلام ہے۔ اس قسم کی خواہش اور ابال کئی مرتبہ غیر احمدی لوگوں میں اُٹھا اور بعض تو بوریا بستر باندھ کر جاپان و لنڈن پہنچ گئے۔ پھر بے نیل و مرام واپس بھی آگئے اور یہی ہونا چاہیئے تھا۔ ہم نے مانا کہ وہ ہم سے زیادہ روپیہ رکھتے ہیں۔ ہم نے مانا کہ انمیں ہم سے زیادہ تعلیم یافتہ نوجوان ہیں لیکن ہم یہ نہیں مان سکتے کہ انکو حقیقی اسلام کی خبر ہے قرآن سے آشنائی ہے یا انمیں اسلام کیلئے سچا جوش یا روحانی اثر ہے۔ یہ ممکن ہے کہ وہ عیسائیوں کیطرح روپیہ خرچ کر کے چند برائے نام مسلمان پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ لیکن جو خود اس بات کا محتاج ہے کہ مسلمان سے مسلمان بنے وہ کیونکر دوسروں کو نور اسلام سے منور کر سکتا ہے یاد رکھو مذہب روحانیت کا سرچشمہ ہے اور اس چشمہ پر پہنچنے کے لئے تائید آسمانی کی ضرورت ہے آسمان اب اسکے ساتھ ہے جو آسمان کا ہے زمینی نہیں۔ پس جو غلام احمد کا غلام نہیں وہ سیاست میں مفید ثابت ہو سکتا ہے مسلمانوں کی تعلیمی ترقی میں کامیاب ہو سکتا ہے مہاجرین رومیلیا کے لئے نوآبادیاں قائم کر سکتا ہے کئی طبی وفد کے انتظام کو بخوبی چلا سکتا ہے لیکن وہ اشاعت اسلام کے کام میں عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ اس کا اہل نہیں۔ یہ سعادت اب صرف مسیح موعود کی غلامی کے طفیل میسر سکتی ہے کیونکہ فرمایا۔

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

ایوان کسریٰ میں تزلزل

آسمان پر ایک شور ہے اور بڑے بڑے تغیرات ابھی کتم عدم میں ہیں۔ کسریٰ کے ایوان میں تزلزل پڑنا سالہا سال کی قدیم سلطنت کا تباہ ہونا خرس روس کے پنجہ کا اہونے ایران کی گردن کو زخمی کرنا اور ملک کے ایک بڑے حصہ میں سیاہ و سپید کا مالک ہونا ضرور کسی ارادہ الٰہی کے ماتحت کسی عظیم الشان تیاری کا سامان ہے۔ پادشاہ مجلس کی عدم موجودگی۔ اجانب کی ریشہ دوانیاں۔ خزانہ کا خالی ہونا ملک کی بربادی کا باعث ہو رہے ہیں۔ مزید براں روس دھڑا دھڑ ریلوے کی تیاری کا انتظام کر رہا ہے تاکہ وقت ضرورت فوجوں کو لا سکے۔ اگرچہ انگلستان ایران کے بچانے پر آمادہ اور ناصر الملک نائب السلطنت سابقہ مستر ایرانی معاملات کا نگران ہے لیکن نظام ایران کے اچھے دن دکھائی نہیں دیتے جسطرح ایشیا کوچک میں جرمنی بغداد ریلوے کے ذریعہ دوسری طاقتوں کے ساتھ سمجھوتہ کر کے مالک واحد بننے کا انتظام کر رہی ہے۔ اسی طرح ایران میں روس کا طرز عمل ہو رہا ہے جس کی تشریح کے لئے اس ہفتہ کی برقی خبریں کافی ہیں +

شہزادہ پلانتائن

ممکن ہے کہ ہمارے اس نوٹ کا عنوان کسی کو غلط قیاس پر آمادہ کرے اور جسطرح حضرت سلیمان کے ہُدہُد کو ایک ہرکارہ کی بجائے دراصل ہُدہُد پرندہ سمجھ کر قرآن کے معانی میں ایک غلطی کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ اسی طرح شہزادہ پلانتائن کی نسبت بھی عجیب غریب تصور کئے جائیں۔ لیکن ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے ناظرین دیر تک محوحیرت رہیں۔ اس لئے ہم بتا دیتے ہیں کہ یورپ کی عجوبہ پسند طبیعت نے اپنے کتوں اور گھوڑوں کے لئے بھی عجیب و غریب نام تجویز کر رکھے ہیں چنانچہ شہزادہ پلانتائن اُس گھوڑے کا نام ہے جو حال ہی میں ایک انگریز رئیس نے ۲۴۵۰۰ پونڈ یا ۳۶۷۵۰۰ روپیہ پر فروخت کیا ہے۔ بقول ٹائمز لنڈن اس سے زیادہ قیمت پر آجتک کوئی گھڑدوڑ کا گھوڑا فروخت نہیں ہوا کیونکہ زیادہ سے زیادہ قیمت ۱۹۰۰ء میں فلائنگ فاکس نامی گھوڑے کی مقرر ہوئی تھی اور اس کا سودا ۳۸۸۵۰ پونڈ یا ۵۸۲۷۵۰ روپیہ پر ہوا تھا۔ شہزادہ پلانتائن کی عمر پانچ برس ہے اور وہ گھڑدوڑ کی بازیوں میں آجتک ۳۶۳۵۴ پونڈ یا ۵۴۵۳۱۰ روپیہ جیت چکا ہے+

فن پرواز میں ترقی

خدا تعالےٰ کا یہ اٹل اور غیر متبدل قانون ہے کہ جو کوئی محنت کرتا ہے وہ محنت کے ثمرات سے بہرہ اندوز ہوتا ہے جو بوتا ہے وہ کاٹتا ہے۔ جو شاہراہ ترقی پر قدم مارتا ہے وہ آخر منزل مقصود پر پہنچتا اور گوہر مراد کے حصول میں کامیاب ہوتا ہے۔ دُنیا پرست یورپ نے مادی ترقی کو اپنا نصب العین مقرر کیا اور ہمہ تن کوشش سے اسکی تحصیل میں مصروف ہو گیا۔ اس لئے الٰہی قانون کے ماتحت نتائج بھی مترتب ہونے شروع ہو گئے۔ آگ نے یورپ کے ہاتھ میں آکر خطرناک اور مردم کش اسلحہ آتشیں کی شکل اختیار کر لی۔ پانی نے یوروپین سعی کی طفیل اسٹیم قوت برقی۔ بہم پہنچا کر علمی و عملی دنیا کے خزائن کو مالا مال کر دیا۔ اسکے بعد ان اقوام کی توجہ کا رجحان کرہ ہوائی کیطرف ہوا۔ اور ہوا بازی کا فن ایجاد کیا۔ اب کیا تھا ہر قوم کو فکر ہوئی کہ ایک دوسرے سے آگے بڑھ جائے۔ اور کامیابی کا سہرا صرف اس ایک کے سر پر ہی بندھے۔ چنانچہ انکی لگاتار کوششوں نے مفصلہ ذیل نتائج اختیار کئے ہیں "جرمنی نے ہوائی جہازوں کا بیڑا بنایا۔ کونٹ زیپلین نے مسافروں کی آمدورفت کا انتظام کیا۔ جابجا ہوائی جہازوں کے اسٹیشن بنکے ان سٹیشنوں پر برقی روشنی کا انتظام کیا جارہا ہے انگلینڈ اور فرانس بھی جرمنی کے مقابل اپنے ہوائی بیڑے مضبوط کرنے میں مشغول ہیں۔ ایک فرنچ ہوا باز سینٹ پیٹرزبرگ پایہ تخت رُوس سے پیرس دارالخلافہ فرانس تک اُڑ کر آیا ہے۔ انگلستان کی مصنوعی بحری جنگ میں ایک ہوا باز نے حملہ آور بیڑے کی ایک آب دوز کشتی کا پتہ لگا کر اُسے گرفتار کرا دیا+

میکسیکو کے باغیوں نے ایک طیارہ کے ذریعہ بم گرا کر اپنی گورنمنٹ کی ایک جنگی کشتی غرق کر دی ہے"۔ اس تمام ترقی کو گو مادہ پرست یورپ اپنے سیاسی و مادی عروج کا نشان سمجھے لیکن ایک مومن کی نظر میں یہ سب کچھ تصریف الریاح کی تفسیر ہے+

حجاز ریلوے

سلطنت روم کے سابق فرمانروا سلطان عبد الحمید کو بعض حلقوں میں "سلطان احمر" اور بعض میں قابل نفرت عبدلُ کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس کے ہر کام پر تاریکی کا پردہ ڈالنے کی کوشش کیجاتی ہے لیکن اسکے عہد کے نہایت شاندار اور مفید کام یعنی حجاز ریلوے کی فائدہ بخش اور اہم سیاسی و مذھبی ہستی سے کسی کو انکار نہ ہو سکا نہ ہو سکتا ہے۔ گو نوجوان ترکی حکومت نے اس خالص ترکی نہیں بلکہ اسلامی ریلوے کیطرف سے آجتک لاپروائی اور عدم توجگی کا اظہار کیا۔ لیکن زمانہ کے زبردست ہاتھ نے نوجوانوں کو بہت سے ناگوار و تلخ تجربات کے بعد بڈھوں کی اصابت رائے اور حقیقت حال سے آگاہ کر دیا۔ جہاں انھوں نے عربی زبان اور عربی اقوام کی عزت و توقیر کو بحال کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور آیندہ عثمانی کی بجائے اسلامی بننے کو ترجیح دی ہے وہاں انھوں نے حجاز ریلوے سے بھی فائدہ اُٹھانا چاہا ہے۔ چنانچہ ایجپشن گزٹ مصر کو اپنے بیروت کے نامہ نگار کی معرفت معلوم ہوا ہے کہ موجودہ ترکی گورنمنٹ حجاز ریلوے کو ترقی دینا۔ اور فرانسیسی لائن کا اقتصادی مقابلہ کرنا چاہتی ہے"۔ خدا کرے کہ ترکی حکومت حجاز ریلوے سے فائدہ اُٹھانے کے ساتھ ساتھ دین حجاز سے بھی فائدہ اُٹھائے اور "انتم الاعلون ان کنتم مومنین" کی مصداق ٹھیرے اور لائن کو توسیع دے کر روضہ نبوی کو حرم کعبہ کے ساتھ ملا دے+

زار فرڈینینڈ کی حالت زار

انسان۔ آہ۔ مغرور انسان عارضی کامیابی پر خوش ہوتا۔ خدا کو بھول جاتا۔ اپنی حقیقت کو فراموش کرتا۔ اور بڑھ بڑھ کر آسمان سے باتیں کرنی چاہتا ہے۔ لیکن بدبخت یہ نہیں سمجھتا کہ غرور و تمکنت و کبریائی و بزرگی صرف ایک ذات کے لئے زیبا ہے وہ نہیں جانتا کہ آسمان غیور ہے وہ شہاب ثاقب گراتا۔ اور ایک آن میں بلندی سے پستی کے گڑھے میں گرا کر پُر رعونت سر کو غیرت کی آگ میں بھسم کر دیتا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ ریاست بلگیریا کا نیم خود مختار شہزادہ اپنی چالاکی اور عیاری کے باعث ترکی حکومت کے انقلاب سے فائدہ اُٹھا کر اور آسٹریا کی شہ سے خود مختار بن بیٹھا۔ اور جھٹ اپنے تئیں 'زار' کے القاب سے ملقب کر لیا۔ سلطان عبد الحمید چلایا کہ اس "بدنیت شخص" کی فوراً گوشمالی کی جائے۔ لیکن نوجوان حامیان دستور فاتحان سلطان کو اس وقت فرصت نہ ملی۔ اور یہ نیا زار خفیہ ریشہ دوانیوں میں مصروف رہا۔ اُس کو گانٹھا آسٹریا سے صفیہ زار میں ایک معاہدہ کیا۔ اور بلقان کی تمام ریاستوں کو ترکوں کے خلاف مستعد کر کے یوروپین ٹرکی کو انسانی خون کی ندیوں سے رنگین کر دیا۔ ترکوں کو شکست ہوئی۔ مسیحی دُنیا میں سینٹ پیٹرزبرگ سے لیکر پیرس تک ایک خوشی کی لہر چلی۔ یورپ کے مشہور اخباروں نے فرڈینینڈ کی تصاویر شائع کیں۔ گرپفک نے لکھا "شاہ فرڈینینڈ اپنی دوسری فاتح افواج کا معائنہ کرایا ہے"

غرض زار فرڈینینڈ کا ستارہ اقبال سمت الراس پر پہنچکر چمکنے لگا اور اس کا پُر غرور سر فرعونیت کا مسکن ہو گیا۔ اس لئے آخر غیرت ایزدی نے سرویا۔ یونان۔ اور رومانیا کے حملوں کے سیلاب کی صورت اختیار کی۔ اور اس فرعون کی رعونت کو غرق دریا کر دیا۔ اسکی فاتح افواج مفتوح و باختہ حال میدان جنگ سے واپس ہوئیں۔ اسکی ملکہ نے ملکہ رومانیہ سے ملجاجت تمام ناکام درخواست کی۔ اُس نے خود روس و آسٹریا کے جبہ سائی کر کے بصد منت درخواست رحم کی۔ لیکن اسکی حالت زار ملاحظہ ہو۔ آجتک اسکی کوئی شنوائی نہیں ہوئی غرض اس مغرور زار کا سر نیچا ہوا۔ اور اسکی حالت زار پر یورپ بھی 'قابل رحم حالت' کہکر آنسو بہانے لگا۔ مبارک ہے وہ جو اس سے سبق سیکھے اور اس زمانہ کے نذیر کی اس پیشگوئی پر غور کرے

ع زار بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی با حال زار

میکسیکو اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ

وسطی امریکہ کی جمہوری ریاست میکسیکو بلحاظ خونریزی و خانہ جنگی نئی دُنیا کا بلقان ہے جسطرح بلقان یورپ کے لئے موجب تشویش ہو رہا ہے۔ اسی طرح میکسیکو ریاستہائے متحدہ امریکہ کے لئے تکلیف دہ پڑوسی ثابت ہو رہا ہے۔ اس بدقسمت ملک کی تباہی کے لئے اندرونی شورشیں ہی کچھ کم نہ تھیں کہ اب موجودہ امیر جمہوریت جنرل ہورٹا نے گورنمنٹ ریاستہائے متحدہ کے ہاتھ غیر صلح جویانہ طرز اختیار کر لیا ہے۔ پریزیڈنٹ امریکہ مسٹر ولسن نے اپنی حکومت کیطرف سے نیا قائم مقام مسمّی بہ گورنر جان لنڈ بھیجا تھا۔ جنرل ہورٹا نے اس سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اسکی واپسی پر زور دیا۔ کیونکہ جنرل مذکور سابق سفیر امریکہ کے مداح اور اسکے واپس بلائے جانے پر ناراض ہیں آخر مسٹر ولسن کو غصہ آگیا ہے انھوں نے گیارہ ہزار فوج سرحد میکسیکو پر جمع کر دی ہے۔ جنرل ہورٹا کے استعفا کا مطالبہ کیا ہے۔ برطانیہ۔ فرانس اور جاپان پریزیڈنٹ امریکہ سے موید ہیں۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ ان ملکوں [illegible] مجبور کریں گے+

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ

الاسلام

رب العالمین کا مذہب

سچا مذہب ہم اس کو کہہ سکتے ہیں۔ کہ جو تمام سچائیوں پر مشتمل ہو۔ اور جو ان تمام حقیقتوں پر روشنی ڈالے کہ جن سے بندے اور خدا تعالےٰ کے تعلقات پر روشنی پڑتی ہو۔ جب مذہب وہی سچا ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف سے ہو تو کیا وجہ ہے۔ کہ سچے مذہب میں خدا تعالےٰ کی صفات کو بگاڑ کر پیش کیا جائے کیا خدا تعالےٰ نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اور اسکی صفات کس حد تک بندوں کے لئے کن کن ثمرات کی بہم پہنچانے والی ہیں۔ پس یہ ناممکن ہے کہ کوئی مذہب سچا بھی ہو۔ اور پھر اسمیں صفات الٰہیہ کو کما حقہ بیان نہ کیا گیا ہو یا یہ کہ اسکی تعلیم میں ایسی باتیں پائی جائیں کہ جن میں بعض صفات الٰہیہ کا انکار یا انکی تردید مطلوب ہو۔ بلکہ وہی مذہب سچا اور خدا کیطرف سے ہوگا۔ کہ جس کی تعلیم کسی ثابت شدہ صفت کے منافی نہ ہو۔ بلکہ تمام مسائل میں خواہ جزوی ہوں یا کلی وہ مذہب صفات الٰہیہ کا تصدیق کنندہ ہو +

اسلام کو غور سے مطالعہ کرنیوالے اس بات کو بڑے زور سے محسوس کریں گے کہ اسلام نے ہر ایک حکم کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ ایسے شواہد قدرت کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ جس کے بعد ایک محقق کو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ حکم دُنیا کے پیدا کنندہ خدا کی کسی صفت کے خلاف نہیں ہو سکتا +

قرآن شریف میں سورۃ فاتحہ کے ابتداء میں ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک صفت کیطرف بندوں کو متوجہ کیا ہے کہ الحمد للہ رب العٰلمین اللہ تعالےٰ ہی تمام حمدوں کا مرجع ہے کیونکہ وہ تمام جہانوں کا رب ہے گویا اسلام کی تمام تعلیم کے لئے ایک بُنیاد قائم کر دیگئی ہے کہ اس کی تمام تعلیم ربوبیت عالمین کی اصل پر قائم ہوگی۔ اور وہ کوئی ایسی تنگ ظرفی کی بات بیان نہیں کرے گا جس سے اس صفت کا انکار لازم آئے اور یہ ایک ایسی اصل ہے کہ جس کا کوئی انسان انکار نہیں کر سکتا +

خدا تعالےٰ کے تمام کاموں کو دیکھو۔ ان میں ایک عمومیت پائی جائے گی۔ اور کبھی کوئی ایسی بات نہ ملے گی کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ خدا تعالےٰ کسی فرقہ کا خدا ہے اور اگر ایسا ہو۔ تو یہ اعتراض پڑے گا کہ کیا دوسری مخلوق کسی اور خدا کی پیدا کی ہوئی ہے ؟

دُنیا میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تعالےٰ کا بالکل انکار کرتے ہیں بلکہ اسکے نام لیوؤں پر ہنستے ہیں اور انھیں وہمی قرار دیتے ہیں۔ وہ بھی ہیں کہ جو کئی معبود مانتے ہیں۔ وہ بھی ہیں کہ جو بعض انسانوں کو خدا سمجھتے ہیں۔ وہ بھی ہیں۔ جو بعض جاندار یا بے جان اشیاء کو بعض صفات الوہیت سے متصف قرار دیتے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو ایک خدا کے مقر ہیں۔ ایسے بھی ہیں۔ کہ جو ملائکہ کے الگ وجود کے قائل ہیں۔ ایسے بھی ہیں۔ جو انھیں ایک طاقت سمجھتے ہیں اور پھر ایسے بھی ہیں۔ کہ جو ان کے بالکل قائل ہی نہیں۔ اسی طرح کچھ لوگ انبیاء کو مانتے ہیں۔ کچھ ان کا انکار کرتے ہیں کچھ دُعا کے قائل ہیں۔ کچھ منکر۔ کچھ کتب دینی کو انسانی بناوٹ قرار دیتے ہیں کچھ انھیں ایزدی کلام سمجھتے ہیں۔ لیکن سب کے سب خدا تعالےٰ کے عام فیض سے مستفیض ہو رہے ہیں اور یہ نہیں کہ اللہ تعالےٰ صرف انھیں کو سامان معیشت مہیا کر کے دیئے جو اس کے منشاء کے مطابق کام کرتے ہیں اور باقی کو ہلاک کر دے +

اسی طرح جہاں اس نے انسان کے لئے کہ اشرف المخلوقات ہے۔ زندگی کے سامان پیدا کئے ہیں۔ وہاں اس نے ادنیٰ سے ادنیٰ حیوانوں کو بھی ترک نہیں کیا۔ حتیٰ کہ چیونٹیوں اور مچھروں تک کیلئے رزق مہیا کیا ہے اور جُوؤں کی انسانی خون سے پرورش کر کے بتاتا ہے کہ میری بادشاہت وسیع اور میری حکومت کسی خاص فرقہ یا ملک سے تعلق نہیں رکھتی +

اس وسعت کو دیکھتے ہوئے اور اس ربوبیت کی موجودگی میں پھر کسی مذہب کا یہ کہنا کیسا غلط ہوگا۔ کہ خدا تعالےٰ کو صرف ہمارے ساتھ ہی تعلق ہے اور دیگر فرقوں اور قوموں کو اس نے بالکل چھوڑ دیا ہے اور اسے ہماری ہدایت کے سوا دوسری اقوام کی ہدایت سے کچھ سروکار نہیں۔ بلکہ وہ ان سے ایسا بیزار ہے کہ انکی طرف توجہ ہی نہیں۔ اور انکی توبہ بھی قبول نہیں کرتا +

اسی طرح اگر یہ کہا جائے کہ اس کا تعلق گو مکانی طور پر مقید نہیں مگر کسی خاص زمانہ سے مقید ہے تو یہ بھی غلط ہوگا۔ کیونکہ قانون قدرت کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے افعال کسی خاص زمانہ سے بھی مقید نہیں ہوتے۔ اور اُس نے اپنے بندوں کے لئے جو ضروری سامان پیدا کئے ہیں۔ وہ ہر زمانہ میں یکساں موجود پائے جاتے ہیں ہاں یہ اور بات ہے کہ کسی زمانہ کے لوگوں کی نسبت دوسرا زمانہ پانے والوں نے اس سے نسبتاً زیادہ فائدہ اُٹھالیا ہو۔ جیسا کہ گو سامان سب پہلے بھی موجود تھے مگر اس زمانہ کے لوگوں نے صنعت و حرفت کے انہماک سے ریل تار وغیرہ مختلف قسم کی ایجادیں کر لی ہیں۔ مگر یہ انکی علمی ترقی کا نتیجہ ہے نہ یہ کہ راستہ پہلے بند تھا اور پہلوں کو سامان میسر نہ تھے۔ جس طرح سٹیم اور بجلی اب انسان کے قبضہ میں ہے پہلے بھی تھی۔ لیکن پہلے اس سے فائدہ نہ اُٹھا سکے +

پس خدا تعالےٰ نے کسی خاص زمانہ یا خاص قوم کے ساتھ ایسا تعلق نہیں کیا کہ دوسروں کے لئے سب قرب کی راہیں ہی بند کر دی ہوں اور اگر کوئی مذہب اس کے خلاف تعلیم دیتا ہے۔ تو وہ الہٰی مذہب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ ربّ العالمین ہے اور یہ عقیدہ ربّ العالمین ہونیکے منافی ہے +

ہم اس جگہ اسلام کی تعلیم بیان کرتے ہیں کہ اسلام نے اس مسئلہ پر کس اصل کو اختیار کیا ہے +

سورہ فاطر میں ہے۔ ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔ کوئی امت یا گروہ ایسا نہیں گزرا کہ جس میں ہمارے نذیر نہیں آئے۔ پھر ایک جگہ رسولوں کا ذکر فرما کر کہتا ہے۔ لم یک ینفعھم ایمانھم لما رأوا بأسنا سنت اللہ التی قد خلت فی عبادہ۔ سورہ مومن۔ یعنے یہ خدا تعالےٰ کی سنت ہے کہ ہمیشہ ہمارے بندوں میں نبی آتے رہے ہیں۔ اور ان کا انکار کرنے والوں کو عذاب کے وقت کچھ نفع نہیں پہنچ سکا۔ اور یہ ہمیشہ سے ہمارے بندوں میں ہماری سنت جاری رہی ہے۔ پھر فرمایا ھدینٰہ النجدین۔ سورۃ البلد یعنے ہر ایک انسان کے لئے ہم نے راہ ہدایت ظاہر کی ہے اور دین وُ دنیا کی گھاٹیوں کے طے کرنے کے لئے سامان تیار کئے ہیں۔ اسی طرح سورۃ دھر میں فرماتا ہے کہ انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج نبتلیہ فجعلنٰہ سمیعًا بصیرا انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا ہم نے انسان کو ایک بوند سے جو مختلف اشیاء سے بنتی ہے پیدا کیا ہے۔ تاکہ اسپر اپنے انعامات کریں۔ اور ہم نے سُننے والا اور دیکھنے والا بنایا ہے۔ اور ہم نے اسے راستہ دکھا دیا ہے۔ اب وہ خود شکر گزار بنے یا کافر نعمت ہو جائے +

ان آیات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اسلام کا یہی مذہب ہے کہ ہدایت کسی خاص قوم یا وقت کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ ہر انسان کو ہر زمانہ میں خدا تعالےٰ نے اپنے نبیوں کی معرفت ہدایت کی ہے اور یہی ایک تعلیم ہے کہ جو ربّ العالمین خدا کیطرف سے ہو سکتی ہے ورنہ اس کے خلاف جو کچھ بھی ہو۔ اس سے خدا تعالےٰ کی صفت ربوبیت عالمین پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔ (ہم انشاء اللہ اس مسئلہ کے بعض دیگر پہلوؤں پر اگلے اخبار میں روشنی ڈالینگے۔ والتوفیق من اللہ)

آپ کب متوجہ ہونگے ؟

گو بعض احباب نے الفضل کی خریداری کے بڑھانے میں خاص توجہ کی ہے لیکن بہت سے احباب نے ابھی تک اپنا فرض ادا نہیں کیا۔ ہمنے اپنے ناظرین سے درخواست کی تھی کہ وہ کم سے کم پانچ پانچ خریدار مہیا کرنا اپنا فرض سمجھ لیں لیکن دس گیارہ خریداروں کے سوا باقی نے اس طرف توجہ ہی نہیں فرمائی۔ امید ہے کہ جس طرح خریداران الفضل اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اپنے علمی ثبوت کیلئے ہم حسنہ خریدار مہیا کرنے کی طرف بھی توجہ کرینگے۔ (مینجر) جواب کا منتظر مینجر الفضل قادیان۔ گورداسپور

تصدیق المسیح

از زبان در افشان خلیفۃ المسیح

۱ ایک دفعہ میں نے حضور میں عرض کیا۔ خصم کے بعض اعتراض ایسے ہیں۔ کہ انکا جواب مفصل دینا مشکل ہے۔ اس لئے میرا ارادہ ہے کہ الزامی جواب دیدوں۔ یا اس سوال ہی کو چھوڑ جاؤں۔ ارشاد فرمایا مولوی صاحب! کیا آپ اپنے مخالف کو وہ بات منوانی چاہتے ہیں جس کے لئے آپ کے پاس دلائل نہیں۔ یا جو ابھی پورے طور سے آپ پر بھی نہیں کھلی۔ میں تو اس بات کو سخت ناپسند کرتا ہوں۔ کہ کسی کو وہ بات ماننے کی تحریک کی جائے جبتک اپنے آپ کو پورا اطمینان نہ ہو۔ اسوقت مجھے یقین ہو گیا۔ کہ یہ شخص ضرور ضرور راستباز ہے اور اس کا سینہ صداقت کا گنجینہ ہے۔ یہ اپنے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکالتا۔ جبتک کہ اسے اسپر کامل یقین نہیں ہوتا۔ اس نے جو دعوےٰ کیا ہے۔ اس کا لفظ لفظ درست ہے۔ اور اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ ورنہ یہ ایسے پاک خیالات رکھتا ہے کہ بغیر یقین و اطمینان کے اسے کبھی دوسروں کے سامنے پیش نہ کرتا +

۲۔ ایک مولوی صاحب یہاں آئے اور مجھے کہا۔ کہ مسیح موعود کے ساتھ تو دو فرشتے ہونگے۔ مگر تمہارے مرزا کے ساتھ تو میں کوئی فرشتہ نہیں دیکھتا۔ اس روز جمعہ تھا۔ میں باتوں ہی باتوں میں انہیں مسجد کے قریب لے آیا۔ دروازے کے پاس پہنچکر میں نے کہا۔ مولوی صاحب حدیث میں آیا ہے کہ جمعہ کے روز مسجد کے دروازے پر دو فرشتے ہر آنیوالے کا نام لکھتے جاتے ہیں۔ اس دروازے پر تو نظر نہیں آتے آپ اُس دوسرے دروازے کو دیکھتے آیئے شاید وہاں کھڑے ہوں بہت ہی نادم ہوا۔ اور پھر یہ اعتراض مجھ سے نہیں کیا +

۳۔ لاہور میں ایک وکیل مجھے کہنے لگا کہ مرزا صاحب مجنون ہیں اور یہ دعویٰ اسی جنون کا نتیجہ ہے۔ میں باتوں ہی باتوں میں اسے پاگل خانے لے گیا۔ وہاں کا مہتمم میرا واقف تھا۔ اس لئے ہمیں اندر جانے میں کچھ دقت نہ ہوئی۔ اس ڈاکٹر سے میں نے سوال کیا۔ کہ جنون کی تعریف کیا ہے اس نے کہا یہ تو بڑا مشکل سوال ہے اور کسی کو مجنون کہنا آسان نہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک تو ایک چور ایک زانی بھی جنون سے خالی نہیں۔ میں نے کہا۔ اگر کوئی وکیل کسی شخص پر جنون کا فتوےٰ دیدے۔ تو کیا وہ صحیح مان لینے کے قابل ہے کہنے لگا۔ وہ تو بیوقوف ہے۔ میرے خیال میں ایسا وکیل تو خود مجنون ہے۔ غرض اس ڈاکٹر نے اس مسئلہ کو ایسا مشکل بتایا کہ وکیل سخت نادم ہوا میں نے اسے کہا۔ کہ آدمی کے سات قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ اپنے رشتہ داروں سے۔ اپنی اولاد سے۔ اپنی بیوی سے۔ اپنے احباب سے اپنے بادشاہ سے۔ اپنے ملازموں سے۔ اپنے مولیٰ سے۔ ان سب میں مرزا صاحب کو دیکھ لو۔ کیسے عمدہ و کامل تعلقات ہیں۔ کیا انکیں کوئی بگاڑ پیدا ہوا۔ کیا وہ ایسا اسوۂ حسنہ نہیں کہ ایک جہان انکی تقلید کرے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے تو انہیں مجنون سمجھے۔ اسکے آپ کو مجنون ہونے میں شک ہے +

۴۔ انبیاء علیہم السلام کا ساتھ اوائل میں ہمیشہ غریب اور ضعیف لوگ دیتے ہیں۔ اس میں حکمت یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالےٰ اپنی حکمت کا جلوہ دکھائے۔ ایک چھوٹی سی جماعت آخر باوجود مخالفت شدیدہ کے کامیاب ہو جاتی ہے۔ اگر اُمراء پہلے پہلے ساتھ ہوں۔ تو ان کے دل میں بھی غرور آجائے کہ یہ سب کچھ ہماری قوت کی طفیل ہے اور عام نظروں میں بھی تائید الٰہی کا معاملہ مشتبہ ہو جائے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمت بالغہ و مصلحت کاملہ سے یہ پسند فرمایا ہے کہ انبیاء کے ساتھ دینے والوں میں غریب اور ضعیف آدمی ہوں +

ہمارے زمانہ میں **دیانند**۔ سر سید احمد خاں اور ایک بڑے بھاری لیڈر نے مصلح قوم ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور ایک حضرت مرزا صاحب نے۔ خوب پڑتال کر کے دیکھ لو۔ پہلے تین کا ساتھ بڑے اُمراء نے دیا اور انکی تعریف کرنیوالوں میں۔ انکو مدد دینے والوں میں بڑے بڑے لوگ ہیں۔ مگر حضرت مرزا صاحب کا ساتھ بہت غریب لوگوں نے دیا۔ جو مخلوق میں بہت کمزور قوت و مال کے سمجھے جاتے تھے میں نے اس معیار کو نہایت صحیح پایا ہے۔ یہاں تک کہ حضور کی زندگی میں کوئی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کہ یہی بڑا آدمی ہونے کی پہلی سیڑھی ہے۔ داخل جماعت نہیں ہوا۔ ایک دفعہ ایک اکسٹرا اسسٹنٹ آگیا۔ تو میں بہت گھبرایا۔ کہ الٰہی تیرا کلام تو بہت سچا ہے۔ آخر وہ نکل گیا۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کے ساتھ والوں پر امیر آوازے کستے رہے اور کہتے کہ ھم اراذلنا بادی الرای۔ مگر رسولوں نے انکے اس اعتراض کی کچھ پرواہ نہیں کی۔ اور نہ انکی خاطر سے ایسے لوگوں کو دھتکار دیا +

۵۔ ایک بڑے مشہور پیر صاحب مجھے کہنے لگے۔ تم مرزا کے مرید ہو گئے ہمارے مرید کیوں نہیں ہوئے۔ میں نے کہا۔ حضرت میں تو حاضر ہوں مگر فرمایئے آپکے دربار سے مرزا سے بڑھ کر کیا ملیگا۔ کہنے لگے میں تجھے نماز پڑھاؤں گا۔ تو پہلا سجدہ عرش پر کراؤں گا۔ میں نے کہا سجدہ تو خدا تعالےٰ کو کرنا ہے۔ سجدہ کیلئے عاجزی چاہیئے اور وہ زمین پر ہی ہوتی ہے اور پھر قبلہ رو زمین پر سجدہ کرنے میں فول وجھک شطر المسجد الحرام کی تعمیل ہو جائے گی۔ عرش پر سجدہ کرنیکی سرکاری اجازت بھی خدا جانے ہے کہ نہیں۔ اگر وہاں کی پولیس دخل بیجا میں مجھے گرفتار کرے تو میں کیا کرونگا۔ آپ کا مقام تو خدا جانے اس سے آگے کتنے فاصلہ پر ہو + پھر کہنے لگے کہ اچھا ہم تمہیں مثنوی پڑھا دینگے۔ اور ایک شعر کی ایسی تشریح کی جو واقع میں ایسی تھی کہ میں نے کبھی نہ سُنی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت اس **بارگاہ ربی** کی کتاب سمجھایئے۔ یہ نزدیک کی کتابیں اگر میں پڑھ بھی لوں گا تو کیا بنجائیگا۔ **دُھر درگاہ** (پنجابی) کی **بولی** سمجھایئے آخر آپ تو بڑی "پہنچ والے" (مقرب بارگاہ ایزدی) ہیں۔ آپ جیسے بزرگوں کی زبانی سُنا ہے اور خود میرا بھی یہی یقین ہے کہ **قرآن** اس بارگاہ کی بولی میں ہے۔ ایمیں کھیعص اور یس اس قسم کے جو الفاظ ہیں ان کا مطلب سمجھا دیجئے آخر یہ اسی درگاہ کی بولی ہی جہاں آپ بود و باش رکھتے ہیں کہنے لگے کوئی اور بھی ذریعہ ہے میں نے عرض کیا حضور جھوٹ نہ بولیں یہ آپکے مقام کا تقاضا ہے۔ پس آپ بارگاہ ربی سے دریافت کریں۔ کہ اس زمانے کا امام کون ہے کیونکہ بغیر امام کے تو کوئی صدی نہیں۔ امریکہ میں ہو یا افریقیہ میں یا مصر میں یا استنبول میں یا افغانستان میں میں انشاء اللہ وہیں جا پہنچوں گا۔ آپ احسان فرمایئے اور پتا دیجئے اور اگر آپ خود ہی ہیں تو دعویٰ فرمایئے میں حاضر ہوں۔ اسکے بعد میں چلا آیا۔ اور قادیان آکر **فریاد درد اسلام** ایک اشتہار لکھا۔ اسمیں میں نے یہی سوال تمام گدی نشینوں متصوفین و فقراء سے کیا۔ اور چھپوا کر ان کو بھی بھیجدیا۔ امرتسر آئے تو میں بھی اتفاقاً وہاں پہنچا۔ کچھ پھل پھلاری لے کر حاضر ہوا۔ کہنے لگے تو بڑا بے ادب ہے۔ تو نے ہمیں اشتہار چھاپکر کیوں بھیجا۔ یہ گستاخی ہے میں نے کہا حضور! یہ غلطی زمانے نے کرائی میں نے انگریزی پڑھے ہوؤں سے یہی سُنا۔ کہ گورنروں لفٹنٹوں اور بڑی بڑی سرکاروں میں آجکل چھاپکر عرضی پیش کرتے ہیں۔ معاف فرمایئے کہنے لگے ہاں معاف ہے۔ میں نے کہا۔ یہ پھل تو قبول ہوں۔ اور مجھے دوات قلم کاغذ ذرا منگوادیں۔ میں یہیں ہاتھ سے لکھ کر سوال پیش کر دیتا ہوں ٹال گئے اور میں نے بھی زیادہ اصرار مناسب نہ سمجھا +

اس پاک کتاب کا فہم اور اسپر عمل کی توفیق مجھے مرزا کی طفیل حاصل ہوئی۔ اور یہ اس کی راستبازی کا نشان ہے +

۶۔ قرآن جیسی پاک کتاب۔ اسلام جیسا فطرۃ کے مطابق دین اسکے بارے میں اللہ فرماتا ہے کہ اسکی طرف ہدایت اسی کی ہو گی جس میں تین باتیں ہوں۔ ایک تو ایمان بالغیب۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ دُنیا کے تمام کارخانے تمام علوم کی تحصیل پہلے فرض و ایمان بالغیب پر مبنی ہے۔ پس ایک طالب حق کو چاہیئے کہ دین کے معاملہ میں بھی پہلے غیب پر ایمان لائے دوم۔ کچھ خدا کے نام پر صدقہ و خیرات دینے کا عادی ہو۔ کیونکہ بعض اوقات محتاج کے منہ سے ایسی دُعا نکل جاتی ہے کہ جاتیرا دونوں جہانوں میں بھلا اور پھر اس دینے والے کا بیڑا پار ہو جاتا ہے۔ سوم۔ دعا کا عادی ہے حق کی **طلب صادق** بھی دُعا کہلاتی ہے۔ جو دُعا نہیں کرتا۔ جو کسی چیز کو پانے کی خواہش نہیں کرتا۔ اور اس کے پانے کے اسباب مہیا نہیں کرتا۔ وہ ہرگز اُس چیز کو نہیں پاتا

پس حضرت مرزا صاحب کے معاملہ میں بھی یہ طریق ہے کہ ایمان بالغیب لاؤ صدقہ خیرات کرتے رہو۔ اور دُعا کرتے رہو۔ کہ حق مجھ پر ظاہر ہو جائے۔ میں یقین رکھتا ہوں والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کے مطابق اسے اللہ تعالےٰ خود مرزا صاحب کی سچائی بتا دے گا۔ یہ بڑی پکی بات ہے۔ جو چاہے تجربہ کرلے +

امر بالمعروف

شیرازۂ قومی کیونکر قایم رہ سکتا ہے!

برادران ملت - ہم کیا تھے ہم کچھ بھی نہ تھے - ہماری حالت نہایت زار تھی ہم کمزور تھے ہم ضعیف تھے - دین اسلام سے ناواقف تھے یا کم از کم اسکے لئے عملی روح نہیں رکھتے تھے - ایک مسیحا آیا - اُس نے ہمارے درد کا درمان کیا - ہماری امراض کا علاج بڑی محبت سے فرمایا ہم کو شفا نصیب ہوئی اور ہم بھی دُنیا میں کچھ کرنے کے قابل ہوئے جس حال سے ہم اس حال میں آئے وہ واقعی ایک کرامت ہے ایک معجزہ ہے مردے دُنیا میں زندہ نہیں ہوتے مگر ہم مردہ تھے مسیح کی طفیل زندہ ہو گئے اور زندہ قوموں میں شمار ہونے لگے - الحمد للہ علیٰ ذالک +

اب کیا اے برادران قوم ہماری ترقی کا انتہا یہی تھا - اور کیا ہم اپنی زندگی کو قائم رکھنے اور اسکو نافع للناس بنانے کے لئے کسی محنت - ایثار قربانی کے محتاج نہیں اور کیا ہمارا فرض یہیں تک ختم ہو جاتا ہے کہ ہم نے ایک مسیح کے ہاتھ پر بیعت کر لی - ہرگز نہیں میرے نزدیک شیرازۂ قومی کو مضبوط رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم سب ایک جسم کے اعضاء کیطرح ایک ہوں - ہمارے ہر قول و فعل پر حرکت و سکون میں نشست و برخاست میں ایک یگانگت پائی جاوے - قادیان سے ایک آواز اُٹھے تو مالابار سے لیکر پشاور کی سرحد سے پرے تک اس آواز پر لبیک کہنے والی بہت سی روحیں ہوں - اس اتحاد و یگانگت کو جو ایک معجزہ ہے اور جسکو کوئی انسانی طاقت پیدا نہیں کر سکتی - بلکہ محض خدائی فضل ہے جیسا کہ خدا تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے قائم رکھنے کے لئے چند اصولوں کا تتبع ضروری ہے جنھیں میں ذیل میں قلم بند کرتا ہوں +

اوّل - ہماری کوئی رائے حضرت مسیح موعودؑ کے قول یا تحریر یا عمل کے خلاف نہ ہو - اسکی تازہ مثال عرض کرتا ہوں - کہ حضرت اقدسؑ کے زمانے میں بھی بعض شورشیں پیدا ہوئیں - بلوے ہوئے اور مسلمانوں کے بعض حقوق میں کسی غلطی یا غلط فہمی سے دست اندازی ہوئی مگر اسکے لئے ہم دیکھتے ہیں - آپنے کبھی کوئی سخت یا ناواجب یا بےادبی یا گستاخی کا کلمہ گورنمنٹ کو نہیں کہا - نہ لکھا اور نہ کوئی دھمکی اس قسم کی دی ہے کہ ہماری اطاعت و وفاداری معرض خطر میں آ جائیگی آپ نے ہمیشہ اپنی جماعت کو نصیحت کی کہ ادب سے اپنی تکلیفوں اور ضرورتوں کا اظہار کیا جاوے اور میموریل بھیجے جاویں - ایجی ٹیشن کسی صورت میں پھیلانا جائز نہیں - پس مسئلہ مسجد کانپور کے بارے میں بھی ہمارا یہی طرز عمل ہونا چاہیئے - اگر ہم کوئی حق تلفی سمجھتے ہیں تو اسکے لئے مجموعی طور پر مؤدبانہ گذارش کریں - چنانچہ سر جیمس میٹسن کے جواب سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ہم اس طریق پر چلتے تو ضرور کامیاب ہوتے لیکن بدقسمتی سے چند جلد بازوں کی تعجیلانہ کارروائی آڑے آ گئی! اور ہر آخر کو کہنا پڑا - اب اگر ہم تمہاری بات مان لیں تو اس سے یہ سمجھا جائیگا کہ گورنمنٹ دب گئی - غرض بنی بنائی بات چند عاقبت اندیشانہ حرکات سے بگڑ گئی - جانیں جو گئیں وہ جُدا - اور مال جو ضائع ہو رہا ہے اور ہوگا - وہ الگ - اور گورنمنٹ کی ناراضی کے نتائج علیحدہ - کیا اچھا ہوتا کہ اس بات پر پہلے سوچ بچار کر لیجاتی - کہ انہدام مساجد بیشک بہت بُری بات ہے اور یہ کسی گورنمنٹ کے لئے جائز نہیں کہ مذہبی معابد کی تحقیر کرے - لاکن ہر ایک عمل نیت پر موقوف ہے آخر مسلمان بھی مسجدیں گراتے ہیں جس سے ثابت ہوا کہ محض کسی مسجد کا گرانا بذاتہٖ کوئی بُرا فعل نہیں ہے بلکہ گرانے والے کی نیت پر موقوف ہے - گورنمنٹ نے وضوخانے کو گرایا مگر کیا مسجد کی ہتک کی نیت سے اور مسجد کو مسجد سمجھ کر - ہز آنر کے جواب اور سڑک کے وجود سے ظاہر ہے کہ اس میں عامۃ الناس کی بہتری اور بہبودی مدِ نظر تھی - پھر گورنمنٹ اسی مسجد کے ساتھ ایک قطعہ زمین اور پانچسو سے زیادہ روپیہ تعمیر کے لئے دیتی ہے اور اس سے مسجد کی حیثیت میں کوئی فرق نہیں آتا - اور نہ اسکی ضروریات میں کوئی حرج واقعہ ہوتا ہے پس اس صورت میں گورنمنٹ پر کیا الزام آ سکتا ہے اور ایسے تصرفات خود مسلمان بھی کر لیتے ہیں چنانچہ قادیان میں اس قسم کی دو مثالیں موجود ہیں - مسجد اقصےٰ میں ایک غسلخانہ تھا - حضرت اقدس کے عہد میں اسکو گرا دیا گیا - اور اب اس جگہ شارع عام ہے مسجد مبارک کا وضوخانہ و غسلخانہ گرا کر مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کا دفتر بنایا گیا - چنانچہ مولانا موصوف سالہا سال اسی میں کام کرتے رہے اور اب وہاں چند لڑکے پڑھتے ہیں کیا یہ مسجد کی ہتک ہے ہرگز نہیں +

دوم - ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی آوازوں کو خلیفۃ المسیح کی آواز کے نیچے رکھیں - اور بیرونجات کے اصحاب یقین رکھیں کہ حضورؑ کا منشاء سمجھنے والے قادیان ہی کے السابقون الاولون من المہاجرین والانصار ہو سکتے ہیں - یہاں کے اخبار بددیانتی یا بدنیتی سے حضور کے منشاء کے خلاف لکھنے کی جرأت ہرگز نہیں کر سکتے - ان سے اگر کوئی غلطی سرزد ہوتی ہے تو خلیفۃ المسیح فوراً اسپر نوٹس لیتے ہیں - کیونکہ ہر ایک اخبار آپکی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا ہے - الفضل کا اجراء اس غرض سے بھی ہوا تھا کہ جب کوئی امر من الخوف والامن پیش آئے تو خلیفۃ المسیح کی زبان بن کر گائڈ کرنے کے لئے ایک اخبار ضرور چاہیئے - یہی وجہ ہے کہ اس نے جب کوئی مضمون لکھا جسمیں جماعت کو کسی خاص روش پر چلنے کی تاکید ہو تو خلیفۃ المسیح کو دکھا کر اور ان سے تصدیق لکھوا کر شائع کیا - پس کبھی اس بارے میں بدگمانی نہیں چاہیئے - اور جو کچھ لکھا جائے اسے حق سمجھا جائے اور اگر کوئی ایسی بات ہو کہ سمجھ نہ آئے تو اخباروں میں شور پھیلانے کی بجائے حضرت امیر سے براہ راست دریافت کر لیا جائے +

اور اس بات کو ہمیشہ زیر نظر رکھیں - کہ اگر ذرا بھی تفرقہ پیدا ہوا تو ہماری ہوا بگڑ جائیگی - اور پھر ہم سے زیادہ حرمان نصیب اور کوئی نہ ہوگا - جو دُنیا سے تو یُوں گئے کہ ایک مامور پر ایمان لائے - دوسرے مسلمانوں سے یُوں تعلقات منقطع کئے کہ نہ تو انکے ساتھ مل کر عبادت کر سکتے ہیں نہ نماز پڑھ سکتے ہیں - ایک غیر احمدی خواہ کسقدر ہمارا دوست ہو اسکے ساتھ تعلقات ہوں راز و نیاز کی نشست برخاست ہو - جونہی خالق کے حضور سر نیاز خم کرنیکا وقت آیا - ہم الگ اور وہ الگ - نہ انکے ساتھ رشتے کر سکتے ہیں - کیونکہ غیر احمدی کو لڑکی رشتہ دینا منع ہے اب اگر ہم آپس میں بھی پورا اتحاد و اتفاق نہ رکھتے ہوں تو پھر پیچ ہم سے بدنصیب کوئی نہیں - اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہر وقت شیرازۂ قومی کو مستحکم رکھنے کی تدابیر سوچتے رہیں - برداشت کا مادہ اپنے اندر پیدا کریں - اگر ایک بھائی سے کچھ غلطی ہوتی ہے - تو دوسرا اسے بنظر عفو دیکھے - اختلاف رائے تو بُری بات نہیں - مگر عام قومی معاملات میں ہماری تمام رائیں اپنے امام کے سامنے ختم ہو جانی چاہئیں - ہمیں اسکے حضور بڑھ بڑھ کر سوال کرنے کی ضرورت نہیں - دراصل ایک امام رکھنے والی جماعت کو تو بہت سی سہولتیں ہوتی ہیں - اس کے بہت سے کاموں کا بوجھ امیر کے سر پر ہوتا ہے - جب وہ کسی بات کو ضروری سمجھے گا تو خود اس کی تحریک فرمائے گا - ہمیں کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ اس میں دخل دیں - حضرت اقدس کے الہامات سے واضح ہے کہ آپ کو ایک پاک جماعت دیجائیگی - جس جماعت کو خدا نے اپنے فضل سے مسیح کی صحبت کے لئے انتخاب کیا - وہ گندہ ہرگز نہیں ہو سکتی اس لئے قادیان کے رہنے والوں کا ادب ان کا احترام ان کی راؤں کی وقعت ان کے فہم کی برتری - احباب بیرونجات پر ضروری ہے - پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت اقدس نے بارہا فرمایا ہے - کہ مجھے بعض اوقات یہ الہام ساری ساری رات ہوتا رہتا ہے کہ انی محافظ کل من فی الدار (؟) - اور فرمایا کہ یہ الہام اتنی بار ہوا - کہ میں گن بھی نہیں سکتا - پس جس امر پر اہل مسیح موعود کا اجماع ہو جائے - وہ بھی حق ہے - اور اس کے خلاف آواز اُٹھانا ٹھیک نہیں - یہ چند باتیں ایسی ہیں کہ ان کو مدِ نظر رکھنے سے ہم بہت سے مناقشات و تضیع اوقات سے بچ سکتے ہیں +

ع کافی ہے ماننے کو اگر اہل کوئی ہے +

تاریخ اسلام

سیرۃ النبی

اخلاص باللہ۔ توکل علی اللہ

غار ثور کا ایک واقعہ

جب رسول کریمؐ کو حکم ہوا۔ کہ آپ بھی مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کو جائیں تو آپ اور حضرت ابوبکر ایک رات کو مکہ سے نکلکر جبل ثور کیطرف چلے گئے۔ یہ پہاڑ مکہ سے کوئی چھ سات میل پر واقع ہے۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک غار ہے جسمیں دو تین آدمی اچھی طرح آرام کر سکتے ہیں۔ اور بیٹھ تو اس سے زیادہ سکتے ہیں۔ جب کفار نے دیکھا کہ آپ اپنے گھر میں موجود نہیں ہیں باوجود پہرہ کے خدا کے فضل سے دشمنوں کے شر سے صحیح و سالم نکل گئے ہیں اور دشمن باوجود کمال ہوشیاری اور احتیاط کے خائب و خاسر ہو گئے تو انھوں نے کوشش کی۔ کہ تعاقب کر کے آپ کو گرفتار کریں۔ اور اپنے غضب کی آگ آپ پر برسائیں۔ اور فوراً اِدھر اُدھر آدمی دوڑائے۔ کچھ آدمی اپنے ساتھ ایک کھوجی لے کر چلے۔ جس نے آپ کے قدموں کے نشانات کو معلوم کر کے جبل ثور کیطرف کا رُخ کیا۔ جب جبل ثور پر پہنچے تو اس نے بڑے زور سے اسبات کا اقرار کیا کہ یہ لوگ اس جگہ سے آگے نہیں گئے بلکہ پہاڑ ہی پر موجود ہیں + کھوجی عام طور سے بڑے ہوشیار ہوتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کے محکمۂ پولیس والے بھی ان سے بہت کچھ فائدہ اُٹھاتے ہیں اور یہ طریق انسان کے دریافت کرنیکا ایک بہت پُرانا طریق ہے۔ خصوصاً ان ممالک میں جہاں جرائم کی کثرت ہو۔ اس طریق سے بہت کچھ کام لینا پڑتا ہے اس لئے غیر مہذب ممالک میں اور ایسے ممالک میں کہ جہاں کوئی باقاعدہ حکومت نہ ہو۔ اس فن کی بڑی قدر و قیمت ہوتی ہے۔ اور جہاں زیادہ ضرورت ہو۔ وہاں اس فن کی ترقی بھی ہو جاتی ہے اس لئے عرب اور اس قسم کے دیگر ممالک میں جہاں رسول کریم سے پہلے فداہ ابی و امی کوئی باقاعدہ حکومت نہ تھی۔ اور جرائم کی کثرت تھی یہ پیشہ بڑے زوروں پر تھا۔ نہایت قابل وثوق سمجھا جاتا تھا۔ پس کھوجی کا یہ کہدینا کہ آپ ضرور یہاں تک آئے ہیں۔ ایک بہت بڑا ثبوت تھا۔ اور ایسی حالت میں غار کے اندر بیٹھے ہوؤں کا جو حال ہونا چاہئیے وہ سمجھ میں آسکتا ہے +

وہ کیسا وقت ہوگا۔ جب رسول کریم اور حضرت ابوبکر دونوں بغیر صلاح و ہتھیار کے غار ثور کے اندر بیٹھے ہونگے اور دشمن سر پر کھڑا باتیں بنار ہا ہوگا۔ غار ثور کوئی چھوٹی سی غار نہیں جس کا مُنہ ایسا تنگ ہو کہ جسمیں انسان کا گھسنا مشکل سمجھا جائے یا جس کے اندر جھانکنا مشکل ہو بلکہ ایک فراخ مُنہ کی کھلی غار ہے جس کے اندر جھانکنے سے آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کوئی اندر بیٹھا ہے یا نہیں۔ پس ایسی حالت میں دُنیاوی اسباب کے لحاظ سے مشرکین مکہ کے لئے یہ بات بالکل قرین قیاس بلکہ ضروری تھی۔ کہ وہ کھوجی کے کہنے کے مطابق ذرا آنکھیں جُھکا کر دیکھ لیتے کہ آیا رسول کریم غار میں تو نہیں بیٹھے۔ اور یہ کوئی ایسا عظیم الشان کام نہ تھا کہ جسے وہ لاپروائی سے چھوڑ دیتے کہ ایسے ضعیف خیال کی بنا پر اتنی محنت کون برداشت کرے۔ پس ایسے انسانوں کا جو ایسے خطرہ کی حالت میں اس غار میں بیٹھے ہوئے ہوں گھبرانا اور خوف کرنا بالکل فطرت کے مطابق ہوتا۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بہادر سے بہادر انسان بھی اسوقت خوف نہ کرتا۔ لیکن اگر کوئی ایسا جری انسان ہو بھی جو ایسے وقت میں اپنی جان کی پروا نہ کرے اور بے خوف بیٹھا ہے اور سمجھ لے کہ اگر دشمن نے پکڑ بھی لیا تو کیا ہوا۔ آخر ایک دن مرنا ہے تو بھی یہ امر بالکل فطرۃ انسانی کے مطابق ہوگا کہ ایسا آدمی جو ایسے مقام پر ہو۔ کم سے کم یقین کر لے کہ یہ لوگ ہمیں دیکھ ضرور لینگے کیونکہ عین سر پر پہنچکر اور ایسی یقینی شہادت کے باوجود غار میں نظر بھی نہ ڈالنا بالکل اسباب کے خلاف ہے +

مگر ہمارا رسولؐ فداہ ابی و امی کیا کرتا ہے۔ حضرت ابوبکر فرماتے ہیں۔ کنت مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی الغار فرفعت راسی فاذا انا باقدام القوم فقلت یا رسول اللہ لو ان بعضھم طاطا بصرہ رآنا قال اسکت یا ابابکر اثنان اللہ ثالثھما۔ میں رسول کریمؐ کے ساتھ غار میں تھا۔ میں نے اپنا سر اُٹھا کر نظر کی تو تعاقب کرنیوالوں کے پاؤں دیکھے۔ اسپر میں نے رسول کریم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اگر کوئی نظر نیچی کرے گا۔ تو ہمیں دیکھ لے گا۔ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ چپ اے ابی بکر ہم دو ہیں ہمارے ساتھ تیسرا خدا ہے (پھر وہ کیونکر دیکھ سکتے ہیں) +

اللہ اللہ کیا توکل ہے۔ دشمن سر پر کھڑا ہے اور اتنا نزدیک ہے کہ ذرا آنکھ نیچی کرے اور دیکھ لے۔ لیکن آپکے خدا تعالےٰ پر ایسا یقین ہے کہ باوجود سب اسباب مخالف کے جمع ہو جانے کے آپ یہی فرماتے ہیں کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ خدا تو ہمارے ساتھ ہے پھر وہ کیونکر دیکھ سکتے ہیں +

کیا کسی ماں نے ایسا بچہ جنا ہے جو اس یقین اور ایمان کو لیکر دُنیا میں آیا ہو۔ یہ جرأت و بہادری کا سوال نہیں۔ بلکہ توکل کا سوال ہے۔ خدا پر بھروسہ کا سوال ہے اگر جرأت ہی ہوتی۔ تو آپ یہ جواب دیتے کہ خیر پکڑ لینگے۔ تو کیا ہوا۔ ہم موت سے نہیں ڈرتے مگر آپ کوئی معمولی جرنیل یا میدان جنگ کے بہادر سپاہی نہ تھے۔ آپ خدا کے رسول تھے اس لئے آپ نے نہ صرف خوف کا اظہار نہ کیا۔ بلکہ حضرت ابوبکر کو بتایا کہ دیکھنے کا تو سوال ہی نہیں ہے۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اور اس کے حکم کے ماتحت ہم اپنے گھروں سے نکلے ہیں۔ پھر ان کو طاقت ہی کہاں مل سکتی ہے کہ یہ آنکھ نیچی کر کے ہمیں دیکھیں +

یہ وہ توکل ہے جو ایک جھوٹے انسان میں نہیں ہو سکتا جو ایک پُر فریب دل میں نہیں ٹھیر سکتا۔ شائد کوئی مجنون ایسا کر سکے کہ ایسے خطرناک موقعہ پر بے پروا رہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ مجنون فقدان حواس کی وجہ سے ایسا کہہ تو لے لیکن وہ کون ہے جو اس کے مجنونانہ خیالات کے مطابق اس کے متعاقبین کی آنکھوں کو اس سے پھیر دے۔ اور متعاقب سر پر پہنچکر پھر اس کیطرف نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھ سکیں +

پس رسول کریمؐ کا توکل ایک رسولانہ توکل تھا۔ اور جیسے خدا تعالیٰ نے اسی رنگ میں پورا کر دیا۔ آپ نے خدا تعالےٰ پر یقین کر کے کہا کہ میرا خدا ایسے وقت میں مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ اور خدا نے آپکے توکل کو پورا کیا۔ اور آپ کو دشمن کے قبضہ میں جانے سے بچا لیا اور اسے اس طرح اندھا کر دیا کہ وہ آپ کے قریب پہنچکر خائب و خاسر لوٹ گیا +

یہ وہ توکل ہے جس کی نظیر دُنیا میں نہیں ملتی۔ حضرت موسیٰ سے بھی ایک موقعہ پر اس قسم کے توکل کی نظیر ملتی ہے۔ لیکن وہ مثال اس سے بہت ہی ادنیٰ ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ کے ساتھیوں نے فرعونیوں کو دیکھ کہا کہ انا لمدرکون۔ ہم ضرور گرفتار ہو جائینگے۔ اسپر حضرت موسیٰ نے جواب میں کہا۔ ان معی ربی سیھدین۔ لیکن رسول کریم کا توکل ایسا کامل تھا کہ اُس نے آپ کے ساتھی پر بھی اثر ڈالا۔ اور حضرت ابوبکر نے موسائیوں کیطرح گھبرا کر یہ نہیں کہا کہ ہم ضرور پکڑے جائینگے بلکہ یہ کہا کہ اگر وہ نیچی نظر کریں تو دیکھ لیں اور یہ ایمان اس پرتو کا نتیجہ تھا جو نور نبوت اس وقت آپ کے دل پر ڈال رہا تھا۔ دوسرے حضرت موسیٰ کے ساتھ فوج تھی۔ اور ان کے آگے بھاگنے کی جگہ ضرور موجود تھی لیکن رسول کریم کے ساتھ نہ کوئی جماعت تھی۔ اور نہ آپ کے سامنے کوئی اور راستہ تھا۔ اسی طرح اور بھی بہت سے فرق ہیں جو طوالت کی وجہ سے میں اس جگہ بیان نہیں کرتا +

آپ کی ایک دُعا

رسول کریم کو خدا تعالےٰ پر ایسا توکل تھا کہ ہر مصیبت اور مشکل کے وقت اسی پر نظر رکھتے اور اسکے سوا ہر شے سے توجہ ہٹا لیتے۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ آپ آجکل کے صوفیا کیطرح اسباب کے تارک نہ تھے کیونکہ اسباب کا ترک گویا خدا تعالیٰ کی مخلوق کی ہتک کرنا اور اسکی پیدایش کو لغو قرار دینا ہے۔ لیکن اسباب کے مہیا کرنیکے بعد آپ کلی خدا تعالیٰ پر توکل کرتے اور گو اسباب مہیا کرتے لیکن ان پر بھروسہ اور توکل کبھی نہ کرتے اور صرف خدا ہی کے فضل کے امیدوار رہتے اور صرف اسی کے فضل کے امیدوار رہتے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ آپ ہر ایک گھبراہٹ کے وقت فرماتے لا الٰہ الا اللہ رب العرش العظیم لا الٰہ الا اللہ رب السموٰت و رب الارض و رب العرش الکریم۔ کوئی معبود [illegible] (یعنی [illegible] اور توکل اسی پر ہے) +

تادیب النساء

بچوں کا دل ایک تصویری آئینہ ہے

بچپن کی زندگی بھی عجیب زندگی ہے نہ کوئی غم نہ فکر نہ کام نہ شغل نہ غم روز نہ غم کالا ایک عجیب راحت و آرام کے دن ہوتے ہیں بیفکری کے ایام ہوتے ہیں نہ انکو یہ فکر ہوتی ہے کہ کھائینگے کہاں سے نہ یہ غم کہ پہنینگے کہاں سے۔ خدا تعالے نے بھی بچوں کو شریعت کے احکام کی تعمیل سے بھی آزاد کر دیا ہے اور کوئی شریعت نہیں جو بچہ کو احکام الہی کا مکلف بناتی ہو پھر جس قوم کو خدا بھی آزاد کرتا ہو۔ اُسے کون مقید کر سکتا ہے +

اس آزادی اور بیفکری کے ساتھ بچہ کا دل نرم اور نازک بھی ہوتا ہے ذرا والدین کے چہرہ پر آثار غضب دیکھے اور اسکے ننھے ننھے ہونٹ باہر نکلنے شروع ہوئے اور اس نے اپنے ہونٹوں کی بھڑبھڑاہٹ سے اپنی خفگی کا اظہار شروع کیا ذرا کسی کے قول یا فعل کو اس نے ناپسند کیا اور چمکتی ہوئی آنکھوں میں نمی آگئی۔ ذرا کسی بھائی بہن نے سختی کی کہ وہ چیخ مار کر رو پڑا بچہ کا دل نہایت نازک ہے ہر انسان کا دل نازک ہے لیکن بچہ کا دل تو بہت ہی نازک ہے +

یہ بیفکری اور آزادی اور نزاکت کیوں ہے یہ انکی آیندہ زندگی کے لئے تربیت کا سامان بہم پہنچانے کے لئے عالم الغیب خدا حکیم خدا کی طرف سے ایک عطیہ ہے +

چونکہ بچپن میں ہی جبتک بچہ کو بہت سی مفید باتیں نہ سکھلادی جائیں وہ بڑے ہو کر کسی کام کا نہیں رہ سکتا۔ اسلئے اسے زندگی کے عظیم الشان مقابلہ کی تیاری کے لئے یہ وقت فارغ کر دیا گیا ہے سخت دل کا توڑنا مروڑنا مشکل ہوتا ہے۔ اور بھرے ہوئے برتن میں اور کچھ ڈالنا ناممکن ہوتا ہے۔ اس لئے بچہ فارغ القلب پیدا ہوتا ہے اور اس کا دل ایسا پیدا کیا گیا ہے کہ وہ بہت جلد دوسروں کے اثر سے متاثر ہو جاتا ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو بچہ بہت سے علوم کے سیکھنے سے محروم رہ جائے +

لیکن بچہ کی اس نزاکت سے فائدہ اُٹھانا پہلے ہمارا کام ہے ہم جس طرح چاہیں اسے توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کے موافق بنا سکتے ہیں گویا وہ ایک نرم بید ہے کہ جسے مروڑ کر جو چیز چاہو بنا لو۔ یا جیسا کہ قرآن شریف نے بیان فرمایا ہے کہ انسان مٹی سے بنا ہے جس طرح مٹی کو جب وہ ابھی گیلی ہو جس شکل میں چاہیں تبدیل کر سکتے ہیں۔ اسی طرح انسان کو بھی اسکے طفولیت کے ایام میں جس طرز پر ڈھالنا چاہیں ڈھال سکتے ہیں اور جُوں جُوں وہ بڑا ہوتا جاتا ہے اسمیں ایک خشکی آتی جاتی ہے جسکی وجہ سے اس کا ڈھالنا مشکل ہو جاتا ہے +

پس والدہ کا فرض ہے کہ بچپن میں اس نازک دل کو ٹوٹنے سے محفوظ رکھے اور ہر قسم کے گندے اثرات سے بچائے +

بچہ کا دل ایک تصویری شیشہ کی مانند ہوتا ہے کہ اسپر جو عکس پڑتا ہے وہ اسے اخذ کر لیتا ہے۔ پھر جس قسم کا عکس اسپر پڑیگا۔ وہ اسکے اندر سے نظر آئیگا۔ اگر بچہ کے دلپر خوبصورت اشیاء کا عکس ڈالا جائے تو خوبصورت شے اسمیں سے نظر آئیگی۔ اور اگر بدصورت اشیاء کا عکس پڑے تو وہی اس میں نظر آئے گی +

جیسا سلوک بچوں سے کیا جائیگا۔ ویسا ہی سلوک وہ آگے کرینگے بسا مائیں اس اصل کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بچے کو تباہ کر دیتی ہیں۔ اور نہیں جانتیں کہ اب ہم جو کچھ اس بچہ کو سکھا رہی ہیں۔ یہ ایک تصویر کیطرح اسکے دل کے آئینہ میں منعکس ہوگا۔ اس لئے ہم ایسے اثرات اسپر ڈالیں کہ جن سے اس کی زندگی بہتر ہو نہ خراب +

ہر ایک انسان جو غور سے بچوں کی زندگی کا مطالعہ کرے دیکھ سکتا ہے کہ بچوں میں نقل کرنیکی بڑی عادت ہوتی ہے اور جس طرح شیشہ کے سامنے کھڑے ہو کر انسان جو کچھ کرتا ہے وہی بعینہ شیشہ میں بھی نظر آنے لگتا ہے۔ اسی طرح جو کچھ والدین کو بچہ کرتا دیکھتا ہے اسی طرح آپ بھی کرنے لگتا ہے خصوصاً ماں کو چونکہ ہر وقت دیکھتا ہے اسکے اعمال کی نقل تو وہ ہر وقت کرتا رہتا ہے اس لئے وہی تصویر اس کے دل پر منعکس ہوتی ہے +

بعض لوگ بچوں کو چڑاتے ہیں اور انکے سامنے ہاتھ اُٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ماروں۔ میں نے دیکھا ہے ایک دو دفعہ کے بعد بچہ بھی وہی شکل بنا کر اسی طرح ہاتھ اُٹھا کر کہنے لگتا ہے۔ ماروں۔ بعض احمق بچوں کو پیار سے گالیاں دیتے ہیں بچے بھی آگے سے اسی طرح گالیاں دینے لگتے ہیں +

غرض بچہ ایک تصویری شیشہ ہے یا ایک گنبد ہے کہ ہے یہ گنبد کی سدا جیسی کہے ویسی سُنے۔ نہیں بلکہ ایک فونوگراف ہے کہ جو کچھ اسکے خالی ریکارڈ میں بھردو۔ وہی وہ آیندہ زندگی میں سُناتا رہتا ہے۔ گنبد دوسری دفعہ آپ ہی اس آواز کو نہیں دہراتا۔ لیکن فونوگراف ہمیشہ وہی آواز دُہراتا ہے۔ پس بچے کے دلکو ایک تصویری آئینہ یا فونوگراف کہنا زیادہ درست ہوگا کہ وہ ہمیشہ وہی تصویر وہی آواز دیتے ہیں +

جب بچہ کے دل کی یہ کیفیت ہے تو کیوں اسپر نیک نشانات نہ قائم کئے جائیں اسمیں عمدہ آوازیں نہ بھری جائیں +

بعض عورتیں اپنے بچوں سے ہمیشہ مُنہ بنا کر اور تیوری چڑھا کر بات کرتی ہیں تو انکے بچے بھی ہمیشہ منہ پھلا کر بات کرنیکے عادی ہو جاتے ہیں اسکے برخلاف جو عورتیں ہنس مکھ ہوں بچوں سے نیک سلوک کی عادی ہوں انکی اولاد بھی ویسی ہی ہنس مکھ ہوتی ہے +

پس یہ ہر ایک ماں کا فرض ہے کہ بچے کے ان ازاد ایام اور سیکھنے کے دنوں میں اسکے دلپر ایسے نقش منقوش کرنیکی کوشش کرے۔ اور اسکے اندر ایسی آواز بھرنے کی فکر کرے جو بڑے ہو کر اس کیلئے مفید ہوں اور اس ماں کے لئے نیکنامی کا ذریعہ +

ہمیں بچوں کی تربیت میں ٹوپی والے آدمی کی مثال سے سبق لینا چاہئے کہتے ہیں کہ کوئی شخص ایک جگہ درخت کے نیچے لیٹ گیا۔ اور اس کے پاس کچھ ٹوپیاں تھیں۔ اس کی آنکھ لگنے پر بندر ٹوپیاں اُٹھا کر لے گئے اور سر پر اسی کی طرح لیں۔ جب وہ جاگا تو سخت حیران ہوا۔ بہت جتن کئے۔ مگر بندروں سے ٹوپیاں واپس نہ لے سکا۔ اُنپر پتھر بھی پھینکے۔ مگر انھوں نے ٹوپیاں نہ دیں۔ آخر اس نے سوچا کہ بندروں کو نقل کرنے کی عادت ہوتی ہے اسی کا تجربہ کروں۔ اپنے سر پر سے ٹوپی اُتار کر زور سے زمین پر دے ماری۔ بندروں نے یہ حرکت دیکھتے ہی ٹوپیاں اُتار اُتار کر پھینکنی شروع کیں اور اس نے جمع کر لیں +

ماؤں کو بھی چاہیئے کہ بچوں سے ایسا سلوک کریں جسکی نقل کرنے پر وہ ساری عمر ذلیل و خوار نہ ہوں بلکہ انکے اخلاق درست ہو جائیں +

تعزیت ناموں کا شکریہ اور جواب

بزرگانِ سلسلہ اور رفیقانِ طریقت نے جس ہمدردی و محبت سے میرے والد صاحب مرحوم حکیم میر حسام الدین صاحب کی وفات پر میری دلجوئی فرمائی ہے۔ میں ان کا مشکور ہوں۔ میری امید سے بڑھ کر انکے موثر کلمات میری تسکین کا باعث ہوئے جن کلمات خیر سے والد مرحوم کو انکی وفات پر یاد کیا گیا ہے۔ وہ مغفرت الہی کا سامان اپنے اندر رکھتے ہیں اور مجھے خدا کی جناب سے امید ہے کہ وہ ان کلمات کے اجر کو ضائع نہیں کرے گا۔ اور میرے مخدوم بزرگوں اور مکرم دوستوں کی دُعائیں ان کی مغفرت کا کافی ذخیرہ ہونگی۔ میں اِس تحریر کے ذریعہ ان تمام کرم فرماؤں کی خدمت میں ہدیۂ شکریہ "جزاکم اللہ" پیش کرتا ہوں اللہ تعالے انھیں حسنات دارین سے بہرہ ور کرے اور سب کا انجام سلامتی ایمان پر ہو۔ آمین۔ لا الہ الا اللہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرًا منھا۔ کوئی نہیں لائق عبادت سوائے اللہ کے۔ بیشک ہم سب اسی کے حضور لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ ثواب دے مجھ کو میری مصیبت میں۔ اور بدلہ دے مجھ کو بہتر اس سے +

خاکسار دُعائے گو میر حامد شاہ از سیالکوٹ۔ ۲۳ اگست ۱۳ء

کلام محمود | عارفانہ کلام حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کا نہایت خوشخط اعلیٰ درجے کے چکنے کاغذ پر۔ قیمت ۴ر (مینجر)

مینجر الفضل قادیان۔ ضلع گورداسپور سے منگوالیں +

کیا مسلمان اسلام کے سوا ترقی نہیں کرسکتے

یہ ایک اہم سوال ہے جس کا اعادہ بہت سی زبانوں اور قلموں سے پچھلے دنوں میں بارہا ہو چکا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مسلمان اسوقت تک ترقی نہیں کرسکتے جبتک پورے مسلمان نہ بنیں جبتک قرآن شریف کی تعلیم پر پوری طرح عمل نہ کریں جبتک انکی تمام حرکات و سکنات بکلی طور سے خداتعالےٰ کیلئے نہ ہو جائیں۔ جبتک یہ خداتعالےٰ کے رسول کی پیروی سے سرِمو تفاوت نہ کریں جبتک یہ نماز روزہ کے پابند نہ ہو جائیں۔ زکوٰۃ و حج کے فرائض کے ادا کرنے میں غفلت کو چھوڑ دیں۔ فسق و فجور کو ترک نہ کردیں۔ کفر و بدعت سے باز نہ آجائیں۔ شرک سے محترز نہوں۔ غرض جبتک مسلمان مسلمان نہو جائیں۔ کبھی ترقی نہیں کرسکتے اور بغیر اسلام کا پروانہ ہاتھ میں لئے کے اگر ایک قدم راہ ترقی پر مارینگے تو دس قدم پیچھے ہٹا دیئے جائینگے۔ ایسی ذلت و خواری کا منہ دیکھینگے کہ پھر آگے بڑھنے کی جرأت ہی نہو گی۔ غرضکہ خدا کی درگاہ سے دور ہوکر یہ خوش و خرم نہیں ہو سکتے +

مگر اس کے مقابل پر یہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ مسیحی ترقی کر رہے ہیں۔ بدھ ترقی کر رہے ہیں۔ کیا یورپ و جاپان اسلام کے احکام پر پورے طور پر قائم ہیں۔ کیا وہ رسول کریمؐ کی اطاعت کرتے ہیں کہ ترقی پر ترقی کئے جاتے ہیں اور جدھر رُخ کرتے ہیں۔ فتح و ظفر دوڑ کر انکے ہمرکاب ہو جاتے ہیں۔ کیا انکی ترقیوں کو دیکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ اصل میں مسلمان ہیں۔ اور مسلمان مسیحی یا بدھ؟ مگر کوئی دانا انسان بھی اس بات کے ساتھ متفق نہ ہوگا +

پھر بات کیا ہے کہ اس صریح نظیر کے موجود ہوتے ہوئے کہ یورپ باوجود اسقدر بے دین کے۔ اور جاپان اسقدر درگاہ الٰہی سے دور ہونے کے ترقی کر رہا ہے کہا جاتا ہے کہ مسلمان اسوقت تک ترقی نہیں کرسکتے جبتک وہ مسلمان نہ ہوں اگر اسلام ہی ترقی کا ذریعہ ہے اور اسکے بغیر ذلت و نکبت کا سامنا ہوتا ہے تو چاہیئے تھا کہ کوئی قوم ترقی نہ کرے جبتک مسلمان نہ ہو۔ اور مسلمانوں کے سوا سب ذلیل و خوار ہوں۔ اور یہی دنیا میں ترقی کریں۔ لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ جو قوم دنیا کیطرف متوجہ ہوتی ہے اور اپنے اوقات کو ضائع نہیں کرتی۔ بلکہ بہتر سے بہتر مصرف میں لاتی ہے وہی ترقی کر جاتی ہے۔ وہ مسلمان ہو یا یہودی عیسائی ہو یا ہندو۔ بدھ ہو یا پارسی۔ اسمیں کسی خاص قوم کا اجارہ نہیں جو بوتا وہ کاٹتا ہے اور جو سست بیٹھا رہتا ہے۔ حسرت اور اندوہ سے ہاتھ ملتا ہے +

یورپ کو دیکھو۔ بدچلنی اور بدکاری میں حد سے بڑھا ہوا ہے عیش و عشرت میں اسکی نظیر نہیں ملتی۔ فسق و فجور کی وہاں ایسی کثرت ہے کہ الامان شرابخوری کا ایسا رواج ہے کہ خدا کی پناہ۔ ظلم و تعدی میں وہ اپنی مثال آپ ہی ہے پھر بھی چونکہ یوروپین دنیاوی اسباب سے کام لینا خوب جانتے ہیں۔ اور گو فسق و فجور میں مبتلا ہیں لیکن دنیاوی علوم میں انہماک بھی حد درجہ کا رکھتے ہیں۔ برابر ترقی کر رہے ہیں اور روز بروز انکی قوت و طاقت بڑھتی ہی جاتی ہے +

ان واقعات سے متاثر ہونیوالے کہتے ہیں کہ یہ دین کا خیال جانے دو۔ اور اسلام اسلام کی آواز بند کرو۔ اور فضول مذہبی مباحث میں اپنے اوقات کو ضائع نہ کرو۔ اگر ترقی کرنا چاہتے ہو تو علوم جدیدہ کے سیکھنے کیطرف متوجہ ہو۔ کیونکہ یہی یورپ کی ترقی کا راز ہیں۔ اور اسی سے جاپان نے کامیابی حاصل کی ہے پس تم بھی کامیاب ہونے کے لئے وہی سڑک اختیار کرو جو تجربہ کردہ ہے اور جس کا مشاہدہ کیا جا چکا ہے جو نسخہ ایک دفعہ آزمایا جا چکا ہے اسی کو استعمال کرو۔ کیوں نئی نئی راہیں نکالکر اپنے آپ کو تباہ کرتے ہو یورپ کے قدم بقدم چلو۔ مدارس و کالج کھولو۔ یونیورسٹیاں بناؤ۔ صنعت و حرفت کے کارخانے کھولو۔ تجارت کیطرف توجہ کرو۔ فنِ زراعت میں کمال پیدا کرو۔ سائنس اور فلسفۂ جدیدہ کو سیکھنے کی کوشش کرو۔ تاکہ تم بھی دنیا میں ترقی حاصل کرسکو کیا یہ ممکن ہے کہ نماز روزہ سے دنیا کا مقابلہ کیا جاسکے۔ کیا محنتی یورپ کا غافل متوکل مقابلہ کرسکتا ہے +

پھر اس سوال کا کیا جواب ہے دلائل کے لحاظ سے تو دین پر طعن کرنیوالوں کا پلہ بھاری معلوم ہوتا ہے +

اس سوال کے جواب دینے کے لئے ذرا انسانی فطرۃ پر نظر ڈالنی چاہیئے۔ کیونکہ خداتعالےٰ نے اپنی قدرتوں کے سمجھنے کے لئے ضرور فطرۃ انسانی میں ایسے شواہد رکھ دیئے ہیں۔ کہ جن سے انسان قدرت الٰہی کو سمجھ سکے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہو۔ تو انسان خداتعالےٰ کی حکمتوں کے سمجھنے سے بالکل ہی قاصر رہجائے۔ پس فطرۃ انسانی کو دیکھ کر معلوم کرنا چاہیئے کہ کیا اس معمہ کا حل اسمیں ملتا ہے یا نہیں۔ کیا انسانی فطرۃ ایک ہی بات پر ایک سے ناراض ہوتی۔ اور ایک سے چشم پوشی کرتی ہے یا نہیں اگر ایسا کرتی ہے تو کس کس موقعہ پر اور کن امتیازات کی وجہ سے +

ہم دیکھتے ہیں کہ والدین اپنے بچوں کی بہت سی باتیں دیکھ کر اسپر اظہار ناراضگی کرتے ہیں اور انھیں ڈانٹ دیتے ہیں۔ اور دوسروں سے وہی حرکت دیکھ کر بالکل کسی قسم کی خفگی کا اظہار نہیں کرتے۔ اسکی کیا وجہ ہوتی ہے۔ یہی کہ وہ اپنے بچوں سے بہت بڑی امید رکھتے ہیں۔ اور اس تعلق اور محبت کی وجہ سے جو ان سے ہوتی ہے چاہتے ہیں کہ ان کا معاملہ دوسروں کی نسبت امتیازی ہو +

ایک بیٹا اگر ذرا بھی بے توجہی برتتا ہے تو والدین اس سے خفا ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہزاروں آدمی ہیں جو راستہ میں ملتے ہیں سلام بھی نہیں کرتے لیکن ان سے وہ ناراضگی ظاہر نہیں کرتے +

اسکی وجہ یہی ہے کہ اس بیٹے کے قرب کی وجہ سے اسپر احسانات کی وجہ سے وہ چاہتے ہیں کہ وہ ان سے دوسروں کی نسبت بہت زیادہ تعلق رکھے اور اگر وہ اس تعلق میں کسی قسم کی کمی کرتا ہے تو اسپر خفا ہوتے ہیں مگر دوسرے آدمی سے چونکہ وہ تعلق نہیں جو بیٹے سے ہے اس لئے اگر وہ راستہ میں منہ بھی پھیرے تو وہ کچھ برا نہیں مناتے +

اگر ایک دوست ایک مدت تک ملنا ترک کردے تو دوسرا دوست سخت شاکی ہوتا اور اسپر ناراض ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی اجنبی سال بھر میں ایکدفعہ بھی ملکر باتیں کرے تو بجائے اسپر اظہار ناراضگی کے اس کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے +

یہی فرق اسلام اور دیگر مذاہب کے پابندوں میں ہے۔ اسلام خدا کا دین ہے اور اس وقت خداتعالےٰ نے اس دین کے پیرووں کو اپنے احکام کی اطاعت کے لئے چن لیا ہے اور ہزاروں قسم کے احسانات انپر خاص طور سے کرتا ہے اور جو لوگ اس دین پر چلتے ہیں ان سے وہ ایسا راضی ہوتا ہے ان سے ہمکلام ہوتا ہے اور ان سے اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہے ان احسانات کے مقابلہ میں وہ ان سے یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنی توجہ تمامتر اسکی طرف رکھیں اور جب وہ اسباب سے غافل ہوکر ہوا و ہوس کے سمندروں میں غوطہ کھانے لگتے ہیں اور دین کو چھوڑ کر بالکل دنیا میں لگ جاتے ہیں اور بجائے اسکی پیروی کے شیطان کی پیروی شروع کر دیتے ہیں تو اس کی غیرت جوش مارتی ہے اور اس کا غضب بھڑک اٹھتا ہے اور جس طرح والدین اپنے بچہ پر ناراض ہوتے ہیں وہ خدا جو والدین سے زیادہ مخلوق پر مہربان ہے اس قوم سے جو اس سے خاص تعلق رکھنے والی ہے اور جوڑ کر توڑتی ہے ناراض ہوجاتا ہے اور انھیں سزا دیتا ہے اور جس دنیا کی خاطر وہ اس سے دور ہوتے تھے اس دنیا کو ان سے چھین لیتا ہے اور جس لالچ میں آکر انھوں نے اس سے قطع تعلق کیا تھا۔ اس سے انھیں محروم کر دیتا ہے +

پس اگر یورپ دنیا کے علوم میں پڑکر اور زمینی خزانوں کے درپے ہوکر اپنے ارادوں میں کامیاب ہو رہا ہے۔ اگر جاپان اپنی کوششوں کو تمامتر دنیاوی ترقیات کے حصول کے لئے خرچ کرکے ترقی کر رہا ہے تو اسکی ترقی اور کامیابی بالکل قانون قدرت کے ماتحت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا فرمانا ہے کلاًّ نمد ھٰؤلاء وھٰؤلاء من عطاء ربک وما کان عطاء ربک محظورا۔ اور اگر اسکے خلاف مسلمان باوجود کوشش و محنت کے دنیا کے تمام ذرائع اختیار کرنے کے اور دنیا کی طرف متوجہ ہونے کے دنیاوی عزت و حکومت کے حاصل کرنے میں ناکامیاب رہیں تو یہ بھی بالکل اسکی سنت کے مطابق ہوگا۔ کیونکہ گو

قانونِ عام چاہتا ہے کہ انکی کوششوں کا ثمرہ ملے مگر قانونِ خاص جو پیاروں کے خاص ہوتا ہے اسبات کا مقتضی ہوتا ہے کہ انھیں سزا دیجائے کہ کیوں اُنھوں نے خدا تعالےٰ سے تعلق توڑ کر دُنیا کو اپنا معبود بنالیا +

مذکورہ بالا امور پر غور کرکے ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسلمانوں کی ترقی کا ذریعہ صرف یہی ہے کہ پورے طور سے مسلمان ہوجائیں اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنجائیں۔ کیونکہ گو یہ دُنیا کا سامان اکٹھا کرکے قانونِ قدرت کو پورا کرلیں لیکن ایک دوسری نسبت بھی ہے جو انکی ترقی کی مانع ہی اور وہ یہ کہ یہ ایک سچے مذہب کے پیرو ہیں۔ اور اس وجہ سے خدا تعالےٰ ان سے چاہتا ہے کہ یہ دین کیطرف متوجہ رہیں۔ پس گو ہندو بُدھ وغیرہ بغیر مذہب کے ترقی کر سکتے ہیں لیکن مسلمان نہیں کر سکتے +

اسبات کی ایک اور بھی وجہ ہے کہ کیوں مسلمان بغیر دین کے ترقی نہیں کر سکتے اور غیر کر سکتے ہیں اور وہ یہ کہ دُنیاوی ترقیات اور کامیابیاں عام طور سے لوگوں کو دین سے غافل کر دیتی ہیں جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے کہ [illegible]۔ پس جب کوئی قوم دُنیا میں ترقی کرے گی قدرتاً دین سے اس کا تعلق کمزور ہوتا جائیگا۔ پس اگر خدا تعالےٰ مسلمانوں کو جو اب آخری قوم ہے کہ جسے خدا نے دین الٰہی کی خدمت پر مامور کیا ہے یہ موقع دیدے کہ وہ دین کیطرف توجہ کئے بغیر دُنیا حاصل کرلیں تو اس کا ایک خطرناک نتیجہ یہ نکلے کہ دوسری قومیں تو پہلے ہی دین سے دُور ہیں۔ اور خدا کو چھوڑ بیٹھی ہیں پھر مسلمان بھی دین سے متنفر ہوجائیں اس لئے اُسنے یہ سنت مقرر کی ہے کہ مسلمانوں کی ترقیات کو پابندی دین سے مقید کر دیا ہے اور جب یہ دین سے علیحدہ ہوتے ہیں۔ فوراً ان کو دُنیا سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے تا کہ یہ فوراً متنبہ ہوجائیں اور دین انکے ہاتھوں سے جاتا نہ رہے۔ اسکے برخلاف دوسری قومیں تو پہلے ہی دین سے دُور جا پڑی ہیں۔ ان کو اگر دُنیا ملجائے تو بھی خدا سے دُور ہیں۔ اور اگر نہ ملے تو بھی دُور ہیں۔ اس لئے ان سے خدا تعالےٰ کا اور قسم کا تعلق ہے۔ اور مسلمانوں سے اور قسم کا تعلق +

الغرض دین کو قائم رکھنے اور دُنیا کو نافرمانی الٰہی سے بچانے کے لئے ضروری تھا کہ مسلمان اگر دین کو چھوڑ بیٹھیں تو دُنیا بھی ان سے چھین لیجائے اور اگر ایسا نہ کیا جاتا۔ تو پھر دین کیطرف توجہ کرنے والا کوئی فرقہ باقی نہ رہتا۔ اس لئے مسلمانوں کی ترقی اسلام کے ساتھ وابستہ کر دیگئی ہے۔ اور وہ اسی صورت میں ترقی کر سکتے ہیں۔ کہ جب دین کو مضبوط پکڑیں۔ ورنہ ذلت و ادبار کے گڑھوں سے کبھی باہر نہیں آ سکتے۔ اور ان کا دوسرے مذاہب کے پیروان کے ساتھ مقابلہ کرنا بالکل غلط ہے بلکہ انکی حالت اور دوسروں کی حالت میں بہت فرق ہے انکا تنزل سزا کے طور پر ہوتا ہے نہ اس لئے کہ دنیا دین کے بغیر نہیں مل سکتی +

(اِنّ فی ذٰلک لعبرۃ لاولی الابصار)

کوئی احمدی آریہ نہیں ہوا

پرکاش میں ایک نوٹ کا یہ عنوان پڑھ کر مجھے بہت تعجب ہوا کہ ایک احمدی آریہ ہوگیا۔ جب میں نے اسکے نیچے **سکرٹری آریہ سماج قادیان** دیکھا۔ تو میری حیرت کی کچھ انتہا نہ رہی کیونکہ جب سے خدا کے مامور کی کتاب **قادیان کے آریہ اور ہم** شائع ہوئی ہم تو ہیں۔ مگر **قادیان کے آریہ** کا وجود کسی قابل ذکر حالت میں ہرگز نہیں پایا جاتا +

مجھے افسوس ہے کہ پرکاش ایک لڑکے کی تحریر پر اسقدر اعتماد کرتا ہے کہ وہ ایک غلط خبر چھاپ کر نہ صرف اپنے اخبار کی وقعت کو کم کرتا ہے بلکہ اس **نو آریہ** کے حق میں بھی اس کا بیج بو رہا ہے

کچھ مہینے ہوئے سہارنپور کے مولوی عبد العزیز ایک صاحب کو ساتھ لائے جنھوں نے اپنا نام بھگوانداس گشتہ بتایا۔ اور اسلام لانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اسلام کا دروازہ تو ہر تائب کے لئے کھلا ہے اور اسلام کو اسبات کی ضرورت نہیں کہ اس کا کوئی پیرو ہو۔ بلکہ لوگوں ہی کو ضرورت ہے کہ دُنیا و عقبیٰ کا سکھ حاصل کرنے کے لئے وہ لواء احمد کے نیچے جمع ہوں۔ اس لئے اسکے آنے پر کوئی خاص جلسہ نہیں کیا گیا کوئی شور نہیں مچایا گیا۔ کہ ہم نے ایک شخص کو جو ڈیوٹی سکول کا ماسٹر تھا۔ جو بقول خود۔ ڈی۔ ڈی اور خدا جانے کیا کچھ ہے مسلمان کرنے کا ارادہ ہے۔ بلکہ جب اُسنے کہا میں اسلام کی پناہ میں آنا چاہتا ہوں تو ہمنے کہا تمہاری مرضی۔ اسکے بعد گشتہ صاحب نے اپنے اندر کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اور نمازوں میں بھی بہت سست رہے جنکے بغیر ہم انھیں بموجب آیت فان تابوا۔ واقاموا الصلوٰۃ۔ واتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین۔ اپنا برادرِ مسلی نہیں بنا سکتے تھے۔ مزید براں انکی نسبت بہت سی شکائتیں جمع ہوتی گئیں مگر خلیفۃ المسیح کی رحیم و کریم طبیعت نے انھیں بہت کچھ اصلاح کا موقعہ دیا۔ آخر جب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچگئی۔ کہ وہ بعض غریب بچوں کو ترغیب دے رہے ہیں کہ تم مسیحی ہو جاؤ۔ یا مسیحی کمپونڈ میں چلے جاؤ۔ اور بعض ساذ لوح بچے یہاں سے بھجوا بھی دیئے گئے۔ اور ایسی ہی اور اس قسم کی باتیں جن کا ذکر انکے لئے مضر ہے۔ تو مجبوراً انکو نکال دینا پڑا +

یہ ایک ایسی واضح حقیقت ہے کہ خود گشتہ صاحب بھی اس کا انکار نہیں کر سکتے۔ وہ کبھی صداقت کے ساتھ جرأت کر کے یہ اعلان نہیں کرینگے۔ کہ میں اپنی مرضی سے یہاں سے گیا۔ وہ نہ تو ۵ اور ۸ کے عدد سے منکر ہو سکتے ہیں۔ نہ اس افسوسناک کارروائی سے۔ پھر میں یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ انھوں نے ہرگز خلیفۃ المسیح کے دست حق پرست پر احمدیت کی بعیت جیسا کہ عام مسلمان اکرتے اور احمدی بنتے ہیں نہیں کی۔ پس یہ ایک ناپاک جھوٹ ہے کہ وہ احمدی سے آریہ ہوا۔ سوم کیا مذاہب میں ارتداد کا سلسلہ نہیں۔ کیا آریہ اور ہندوؤں میں سے کبھی کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ خدا کے فضل نے دار الامان میں ایسے ایسے نومسلم جمع کئے ہیں کہ وہ اپنے اندر بہت سی صفات حسنہ رکھتے ہیں۔ سمندر میں سے قطرہ الگ ہو تو سمندر میں کیا کمی آسکتی ہے بلکہ وہ قطرہ ہی اپنی ہستی فنا کرنیکے سامان بہم پہنچاتا ہے اسلام کا خدا تو بشارت دیتا ہے کہ یاایھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللّٰہ ولا یخافون لومۃ لائم ذٰلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء واللّٰہ واسع علیم۔ اے مومنو۔ کوئی بدبخت اللہ کے دین سے روگردان ہوتا ہے تو خس کم جہان پاک۔ اللہ اسکی بجائے **ایک قوم** ایسی دیگا۔ جن سے مولیٰ محبت رکھتا ہو۔ اور وہ اپنے مولیٰ سے محبت رکھتی ہوں۔ جو مومنوں کے لئے متواضع کافروں پر گراں ہو۔ وہ ایسے لوگ ہونگے کہ اللہ کی راہ میں مجاہدات کرینگے۔ کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہیں ڈرینگے اور یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے پس ہم دیانند کے تبع یا مسیح کے پرستار نہیں۔ جو کسی ایک آدھ اور پھر ایسے آدمی کے جانے سے ناخوش ہوں جو پورے طور پر اسلام بھی نہ لایا ہو بلکہ ہمارے لئے تو خوشی کا مقام ہے کہ ایک کے بدلے ایک ایسی قوم آئے گی۔ جنھیں خدا دوست رکھتا ہے۔ اور وہ اسے دوست ہیں۔ جو کفار نابہنجار کا دلائل کے گرز گراں سے سر توڑ دینے والے ہیں۔

اسلام رحمت ہے

ایک مسلمان دل سے کس جوش کے ساتھ پیارے رسول اکرم پر درود بھیجتا ہے جب وہ کسی مجرم کو پابزنجیر دیکھتا ہے جب کسی مصیبت زدہ کو درد و دکھ میں پاتا ہے۔ کیونکہ جو تعلیم وہ خدا کیطرف سے لایا۔ اور باوجود ہزاروں مخالفتوں کے اُس نے ہمیں پہنچائی۔ اسپر چلکر ہر قسم کے دُکھوں سے انسان بچ جاتا ہے + جیلخانوں کو دیکھو کیا کوئی ایسا اسلامی حکم ہے جسکی وجہ سے انسان جیل میں جائے۔ اللھم صل علی محمد وعلیٰ اٰل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید +

یورپ باوجود اس ترقی کے اسلام سے دُور ہو کر ہزاروں مصائب میں مبتلا ہے۔ ایک شراب ہی کو دیکھ لو۔ ملک کی دولت کو تو وہ کھاتی ہے ملک کی صحت اور ملک کی اخلاقی حالت کو بھی جس طرح برباد کرتی ہے اس کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ امریکہ یورپ سے بھی بڑھ کر ہے۔ کرسچین انٹیلیجنسر لکھتا ہے کہ کولمبس کی دریافت امریکہ کے زمانہ سے اسوقت تک امریکہ میں جو سونے کی برآمد ہوئی ہے اسکی مجموعی مقدار سے زیادہ یونائیٹڈ سٹیٹس میں ایک سال میں شراب پر خرچ ہوتا ہے۔ اور یہ کہ پچھلے پچیس سالوں میں جسقدر رقم

Digtized by Khilafat Library

نشانات نبوّت محمّدیہ

اس مضمون کا ایک حصہ پچھلے اخبار میں شایع کیا جاچکا ہے۔ بقایا مضمون یہاں درج کیا جاتا ہے +

ساتواں نشان یہ کہ اس مدعی نبوت کی زندگی پر کوئی حرف نہیں لاسکتا اور نہ اسے کوئی جھوٹا کہہ سکتا ہے بلکہ سب صادق اور امین کے خطاب سے پکارتے ہیں۔ یہ بھی ایک نشانِ صداقت ہے کہ جب لوگوں سے اس کا معاملہ راستبازی کا ہے۔ تو پھر خدا سے کیوں راستبازی کا نہ ہوگا۔ فرماتا ہے۔ فانھم لایکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون۔ تجھے جھوٹا نہیں کہتے بلکہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ کم بخت اس تکذیب کے انجام سے بے خبر ہیں +

آٹھواں نشان ارشاد ہوتا ہے کہ ولقد کذبت رسل من قبلک فصبروا علےٰ ماکذبوا واوذوا حتیٰ اتٰھم نصرنا ولا مبدل لکلمٰت اللہ ولقد جاءک من نبائ المرسلین پہلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی۔ اور انھوں نے اس تکذیب و ایذا پر صبر کیا۔ اور استقلال و استقامت سے کام لیا۔ یہاں تک کہ ہماری نصرت آگئی۔ پس اللہ کے یہ کلمات کبھی بدلتے نہیں۔ اب بھی نصرت آئیگی۔ چنانچہ وہ نصرت آئی۔ اور مخالفتوں کے پہاڑ ھباءً منثوراً ہوگئے اور یہ وعدہ کہ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا پورا ہوگیا +

نواں نشان یہ بتاتا ہے کہ وہ وقت قریب ہے جب پرندے تمہاری لاشوں کا گوشت نوچ نوچ کر کھائینگے یہ ایک زبردست پیشگوئی ہے۔ جو بظاہر حالات ناممکن سی معلوم ہوتی تھی۔ مگر کس وثوق و یقین و جرأت کے ساتھ اعلان کیا گیا ہے کہ تمہاری تباہی نزدیک ہے اور اگرچہ تم از روئے مال و قوت بڑے ہو۔ مگر تم کو اپنی لاشیں سنبھالنے کی طاقت نہ رہیگی۔ یہ سورۃ مکی ہے پھر مدنی زندگی میں سب نے دیکھ لیا کیونکر جنگیں ہوئیں اور اس پر کفار نے شکست پر شکست کھائی اور پرندوں نے من مانی عید منائی + یہ نشان اس آیت سے استنباط کیا گیا ہے۔ وما من دابۃ فی الارض ولا طٰئر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم +

دسواں نشان ولو شاء اللہ لجمعھم علے الھدیٰ اور والموتیٰ یبعثھم اللہ میں بتایا ہے کہ اگرچہ اس وقت مخالفت زوروں پر ہے مگر ایک وقت آتا ہے کہ یہ لوگ الھدےٰ (اسلام) پر جمع ہوجائینگے یعنی سب ایمان لے آئینگے۔ یہ اسوقت مردے ہیں مگر زندے کئے جائینگے۔ اور رسولوں کا احیاء یہی ہوتا ہے۔ جو سرزمین مکہ میں ظہور میں آیا +

گیارھواں نشان بل ایاہ تدعون فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء وتنسون ما تشرکون۔ فرماتا ہے کہ اسوقت اپنے معبودانِ باطلہ کے بھروسہ پر تم حق کا مقابلہ کررہے ہو۔ مگر ایک وقت آتا ہے کہ تم اسی مولیٰ کریم کے آستانے پر گرو گے اور اس کے رسول سے عفو خواہ ہوگے اور جن کو تم شریک باریتعالے ٹھیراتے ہو۔ انھیں چھوڑ دے۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن اور پھر اس کے بعد اور کچھ اس سے پہلے بھی ایسے مواقع آئے کہ یہ لوگ بتوں کو چھوڑ کر اور ان سے ناامید ہوکر حضور نبوی میں حاضر ہوئے۔ اور وہاں سے لا تثریب علیکم الیوم کی آواز سن کر گھروں کو لوٹے +

بارھواں نشان فرماتا ہے ولقد ارسلنا الیٰ امم من قبلک فاخذنٰھم بالبأساء والضراء لعلھم یتضرعون۔ تجھ کو پہلے بھی جسقدر رسول آئے۔ انکو بأساء و ضراء میں پکڑا گیا تاکہ وہ عاجزی کریں۔ اسی طرح اے نبی صادق۔ تیرے عہد میں ہوگا کہ یہ لوگ بأساء و ضراء میں گرفتار ہونگے۔ چنانچہ ہوئے۔ قحط پڑا اور ایسا پڑا کہ ہڈیاں تک چبا گئے۔ اور پھر جنگوں میں گرفتار ہوئے +

تیرھواں نشان یہ کہ فقطع دابر القوم الذین ظلموا۔ والحمد للہ رب العلمین۔ کہ الذین ظلموا۔ شرکوں کی قوم کی جڑ کاٹ دیجائیگی۔ اور اللہ رب العلمین کی حمد اس سرزمین میں ہوگی۔ کون نہیں جانتا۔ کہ عرب میں بت پرستی کا زور تھا مگر پھر یہ زمین حمد و ستایش باریتعالے سے معمور ہوگئی +

چودھواں نشان یہ کہ جو لوگ اس نبی پر ایمان لائینگے۔ ان پر نہ کوئی خوف ہوگا نہ وہ حزن میں مبتلا ہونگے اور جو لوگ انکار کرتے ہیں۔ انکو عذاب پہنچیگا دو فریق تھے۔ ایک مومن۔ ایک کافر۔ مومنوں کو اس زمین میں تمکین دیگئی اور ہر امر میں ان کو کامیابی نصیب ہوئی۔ اور کافر اس سرزمین میں خوف و حزن میں مبتلا ہوئے +

غزل

از سید صادق اٹاوی

صورت دلکش و پاکیزہ و زیبا داری
زلف مشکیں لب شیریں قد رعنا داری
سیرت خوب تو بوئے گل تر سے دارد
دلِ پر نور چو آئینہ مصفا داری
فکر عقبےٰ بکن وعشرت دنیا مطلب
دلِ دانا تو اگر دیدۂ بینا داری
طائر سدرہ نشین روح تو گردد پس مرگ
در بر خویش اگر جامۂ تقوےٰ داری
خوشتر آں وقت کہ دلدار بپرسد از قبر
چیست احوال تو صادق چہ تمنا داری

عید کے احکام

۱۔ یہ باتیں عید والے دن مسنون ہیں (۱) مسواک۔ (۲) غسل۔ (۳) عمدہ کپڑا۔ سر پہ تیل کنگھی۔ (۴) خوشبو لگائے (۵) سویرے اٹھے۔ (۷) عیدگاہ میں جائے۔ (۸) کچھ کھا کر جائے۔ رسول کریمؐ طاق کھجوریں کھا کر تشریف لیجاتے (۹) جس راہ سے جائے۔ اُس سے دوسری راہ آئے (۱۰) تکبیر کہتا جائے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ۔ واللہ اکبر وللہ الحمد۔ الحمد یا کلمہ شہادت بھی۔ (۱۱) نماز دو رکعت۔ (۱۲) مستورات کا بھی عیدگاہ میں جانا امر مسنون ہے +

۲۔ صدقۃ الفطر۔ اس لئے مشروع ہے کہ عید کے دن مساکین کی امداد۔ اور روزہ رکھنے میں جو کچھ نقص رہ گئے ہیں۔ ان کا جبر ہو +

یہ صدقہ غلام۔ آزاد۔ مرد۔ عورت۔ چھوٹے بڑے۔ غنی۔ فقیر پر ہے۔ جو نماز پڑھنے سے پہلے ادا ہونا چاہیئے +

جو اور اس قسم کا غلہ پورا صاع۔ اور گندم نصف صاع۔ یعنی . . . . ایک سیر چھ چھٹانک . . . .

. . . . .

غلہ کے عوض۔ نقدی بھی جائز ہے +

۳۔ اس نماز میں۔ آذان و اقامت نہیں۔ اور اول و آخر کوئی اور نماز نہیں۔ طریق نماز یوں ہے کہ تکبیر تحریمہ کہکر ہاتھ باندھ لے ثنا پڑھ کر پھر سات تکبیریں کہی جائیں۔ اللہ اکبر کے ساتھ ہر تکبیر پر ہاتھ کانوں تک لیجا کر کھلے چھوڑے جائیں۔ ساتویں تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں۔ دوسری رکعت میں بھی قبل قرأت پانچ تکبیریں کہیں ماسوائے اس تکبیر کے جو سجدہ سے اُٹھتے وقت کہی جاتی ہے۔ پانچویں تکبیر پر ہاتھ باندھیں +

آثار سے یہ بھی ثابت ہے کہ پہلی رکعت میں قبل قرأت علاوہ تکبیر تحریمہ تین تکبیر اور دوسری رکعت میں بعد قرأت تین تکبیریں کہے۔ اس نماز میں علی العموم حضور علیہ الصلوٰۃ۔ سبح اسم۔ ھل اتٰک حدیث الغاشیہ۔ پڑھتے +

بعد نماز خطبہ سب کو سُننا چاہیئے۔ ایک ہی خطبہ ہے بیٹھ کر پھر نہیں اُٹھتے۔

بچے بھی عیدگاہ میں جائیں +

عید کی نماز با جماعت ایک ہے۔ کئی جماعتیں نہیں ہونی چاہئیں اور عید کی نماز میں جمع ہونے کے لئے ڈونڈی پیٹنا ثابت نہیں۔ اور نہ نماز کے بعد مصافحہ و معانقہ امر مسنون ہے +

خطبہ جمعہ

"صاحبزادہ صاحب کی روانی تقریر کے ساتھ قلم چلانا مشکل ہے پھر اگر تمام خطبہ لفظ بلفظ ہو تو ۲ کالم چاہئیں اسلئے خلاصۃً لکھا گیا"

(۱) ۲۹ - اگست کو صاحبزادہ صاحب نے خطبہ جمعہ سورہ زمر کے رکوع ۳ پر پڑھا - فرمایا۔ دنیا میں تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں - ایک وہ جو خدا تعالیٰ کا خوف نہیں کرتے - نہ اسکے ساتھ تعلق نہ اُسکا ادب نہ اس کا رُعب نہ اس سے محبت و پیار - غرض کچھ بھی نہیں - صریحاً اللہ تعالیٰ کے احکام کے منکر ہوتے ہیں اعتقادی طور پر نہ ہوں تو عملی طور پر ۔

دوسری قسم کے وہ لوگ ہوتے ہیں جو منکر تو نہیں ہوتے مگر ان کے اعمال کی بنیاد خدا کے تقوے پر نہیں ہوتی وہ دین کا اتباع کرتے ہیں مگر نہیں کرتے - نمازیں پڑھتے ہیں مگر نہیں پڑھتے روزے رکھتے ہیں مگر نہیں رکھتے - حج کرتے ہیں مگر نہیں کرتے زکواۃ دیتے ہیں مگر نہیں دیتے - انکے افعال عادتاً ہوتے ہیں مثلاً ہزاروں مسلمان ہیں جو کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھتے ہیں اور بعد میں الحمد للہ کہتے ہیں مگر جس وقت وہ الحمد للہ کہتے ہیں کیا حقیقت میں انکا دل جوش محبتِ الٰہی میں بھرا ہوا ہوتا ہے کیا انکو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کھانا خدا کا فضل ہے - اگر اسکی عنایت شامل حال نہ ہوتی تو میرے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا کہ اس قسم کا کھانا تیار ہو گا - لقمہ توڑ کر منہ میں ڈال لینا تو آسان ہے مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ لقمہ کتنی محنتوں مصیبتوں اور کتنے آدمیوں کے عمل کے بعد اس صورت میں آیا اسی طرح مسلمان آپس میں السلام علیکم کہتے ہیں مگر کیا سارے مسلمان اس کی حقیقت سے واقف ہیں اور انکے دل میں وہی جذبہ اور وہی شوق ہوتا ہے جس کے جتلانے کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فقرہ جاری کیا تھا اور کیا دوسرے بھائی کی نسبت یہی خواہش موجزن ہوتی ہے کہ خدا اُسے ہر شر سے بچائے - ہر قسم کی فتنہ پردازی کو دور کرے وہ خدا جس کا نام سلام ہے اُسے محفوظ رکھے - غرض ایسے بندے ہوتے ہیں جو اس لئے کام کرتے ہیں روزہ رکھیں گے پیاسے اور بھوکے رہینگے نہایت پوشیدہ تعلقات کو ترک کر دینگے مگر جو حقیقت روزوں کی علت غائی ہے اس کے حصول کی خواہش تک نہ کرینگے ۔

تیسرا گروہ وہ ہے جو خدا کے خوف [illegible] تحت اپنے تمام اعمال کرتا ہے - یہ لوگ نماز اسلئے نہیں پڑھتے کہ لوگ انہیں کہیں کہ یہ نماز نہیں پڑھتے - اپنا جبین نیاز خدا کی درگاہ مین اسلئے نہیں رکھتے کہ لوگ انہیں بزرگ سمجھیں - بھوکے اس لئے نہیں رہتے کہ اُنہوں نے اپنے باپ دادا کو روزے رکھتے پایا - زکواۃ اس لئے نہیں دیتے کہ لوگ اُنہیں کہیں کہ یہ زکواۃ دیتے ہیں - حج اس لئے جاتے ہیں کہ لوگ انہیں حاجی کہیں - بلکہ ان کے تمام افعال اس ہستی کے خوش کرنے کے لئے ہوتے ہیں جو آسمان پر بڑے جلال کے ساتھ قائم ہے یہی وہ لوگ ہیں جن کی عبادتیں قبول ہونگی ۔

خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کو فرماتا ہے کہ تم نے دعوے تو کیا ہے کہ ہم ایمان لائے - لیکن تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے - جب تک کہ دائم تقوے پر قائم نہ رہو اور اپنے رب کی خشیت تمہارے دلوں میں نہ ہو - رسمی نمازیں تو یہودی بھی پڑھتے ہیں - رسمی روزے تو ہندو بھی رکھتے ہیں بلکہ ہندو تو آٹھ رکھتے ہیں اور تین تین دن تک نہیں کھاتے مگر کیا وہ ان روزون کے بڑے انجام پائیں گے ؟ نہیں کیونکہ اُنھوں نے یہ کام تقوے و فرمانبرداری کو مدنظر رکھ کر نہیں کیا - بلکہ عادتاً یا رسماً ایسا کیا - پس تم غور کرو - کہ اگر مہینے تک تم نے تکلیف بھی اُٹھائی اور کچھ فائدہ بھی نہ اُٹھایا یعنی اپنے اندر کچھ تبدیلی نہ کی - تو خسر الدنیا والآخرۃ کے سوا اور کیا ہے - یہ رمضان کا مہینہ بڑے انعامات کا بڑے خوف کا مہینہ ہے - پس تم رمضان سے پہلے پہلے فیصلہ کر کے اپنے نفسوں میں تبدیلی کرو - اور اتقوا ربکم کے ارشاد کی تعمیل کرو - یہ جمعہ آخرین جمعہ ہے جمعے کا روز بڑی برکات کا روز ہوتا ہے - پھر یہ گھڑی بڑی بابرکت ہے جس میں خطیب خطبہ پڑھتا ہے - پس تم اس مبارک گھڑی میں عہد کر لو - کہ ہماری نمازیں ہمارے روزے ہمارے سب عمل خدا کے لئے ہوں گے نہ کہ رسم و عادت کے طور پر - کون جانتا ہے کہ مجھے اگلا مہینہ ملے گا یا نہیں - شاید یہ دن آخری دن - یہ مہینہ آخری مہینہ یہ سال آخری سال ہو - زندگیون کا کوئی اعتبار نہیں - اس بابرکت گھڑی سے فائدہ اُٹھاؤ - خدا تعالیٰ رسم سے خوش نہیں ہوتا - بلکہ اس چیز سے خوش ہوتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے، قربانی کرو - کیونکہ خدا کے حضور قربانی کے سوا نہیں پہنچ سکتے - تقوے کرو - کیونکہ تقوے تمام عملوں کی رُوح ہے تقوے کے معنے ہیں اپنی خواہشوں کو خدا کے حضور قربان کر دینا - حضرت صاحب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد اکثر سنایا کرتے تھے کہ ابوبکر رض کو جو تم پر فضیلت ہے نماز اور روزے سے نہیں بلکہ اس شئے کی وجہ سے ہے جو اُسکے دل میں ہے ۔

ایک دفعہ ایک مسئلہ پیش ہوا - میں اس کا فیصلہ اس طرح کرتا چاہتا تھا جس طرح خلیفۃ المسیح کا سنتا تھا - مگر ایک دوست مجھے بار بار کہتا تھا کہ میاں صاحب تقوے کرو - تقوے کرو - آخر یہ بات خلیفۃ المسیح تک پہونچی - آپ نے فرمایا کہ اس کی عمر کا اپنی عمر وں سے مقابلہ کرو - جب یہ ہمارے منشاء کو سمجھا ہے تو آپ لوگ تو بڑی عمر کے ہیں - اس سے زیادہ سمجھنا چاہیئے - غرض تقویٰ خواہش کی پیروی کا نام نہین بلکہ خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری کا نام - اگر خدا کی فرمانبرداری میں نہین کچھ مشکلات ہوں - تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری زمین بڑی وسیع ہے - یہ اجازت نہیں کہ اپنے بادشاہ کے خلاف تلوارین لے کر کھڑے ہو جاؤ بلکہ ہجرت کر جاؤ اور صبر سے کام لو - کیونکہ صابرون کو اجر دینے کا جو وعدہ ہے وہ پُورا پورا دیا جائے گا - پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے کہ تو کہہ دے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مین اللہ تعالیٰ کی عبادت بڑے خلوص کے ساتھ کروں اور اس کا فرمانبردار بنون - جب خاتم النبیین کو یہ حکم ہے تو اور کون ہے جو عبادت سے مستثنیٰ ہو سکتا ہے خدا کی کامل اطاعت و کامل فرمانبرداری کا نمونہ حضور کی ذات بابرکات ہے - اسی واسطے حضرت عایشہ نے فرمایا - کان خلقہ قرآن - یعنی قرآن میں جسقدر باتون کے کرنے کا حکم ہوا ہے وہ آپ کرتے تھے اور جس قدر باتون سے منع کیا گیا ہے وہ آپ نہیں کرتے تھے کیسا پاک نمونہ ہے جو ہمارے لئے موجود ہے اور جس نمونے کو تازہ کرنے کے لئے اس صدی پر بھی ایک مامور آیا اور کیسی پاک تعلیم ہے جو قرآن مجید مین موجود ہے عیسائی اگر شراب پئین تو وہ معذور ہیں کیونکہ انکا خداوند یسوع بھی شراب پیتا تھا - دام مارگی اگر شراب اور بیحیائی کی باتین کرتے ہیں تو افسوس کی بات نہیں کیونکہ انکی تعلیم ہی ایسی ہے مگر مسلمان یہ کام کرین تو کتنے بڑے افسوس کی بات ہے - کیونکہ قرآن کریم نے ان باتون سے بڑی سختی سے روکا ہے خدا تو رسول کریم ؐ کو فرماتا ہے کہ تو کہہ دے کہ اگر میں نافرمانی کروں تو میں خدا کے عذاب سے ڈرتا ہون تو پھر اور کون ہے، جو الٰہی عذاب سے باوجود نافرمانی کے بچ سکتا ہے پس تم گندوں کو چھوڑ دو اور ان سے یوں نکل جاؤ جیسے سانپ اپنی کینچلی سے نکل جاتا ہے جس طرح تم نے جمعہ کے دن ظاہری غسل کیا ہے اسی طرح اپنے باطن کو تمام آلایشون سے صاف کر لو اور اپنی رُوح کو معطر - کیونکہ خدا قدوس ہے اسکے حضور پاک بازون کے سوا کوئی نہیں پہنچ سکتا - خدا تمہین توفیق دے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

ممالک غیر میں تبلیغ اسلام

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آخر وہ دن بھی نزدیک آگئے جب ہماری جماعت کے آدمی ہندوستان سے نکلکر غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے جانے لگے ہیں۔ (میں سلسلہ احمدیہ کو بھی تبلیغ اسلام ہی کہونگا کیونکہ اب اسلام وہی ہے جو خدا کے فرستادہ مسیح موعود نے ہمارے سامنے پیش کیا۔ کیا کوئی ہے جو بھس کو کہے کہ یہ گندم ہے۔ جب بھس گندم نہیں کہلا سکتی تو قشر اسلام کو لیکر شور مچانے والے مسلمان کہاں کہلا سکتے ہیں)

خواجہ صاحب کا تازہ خط جو حضرت خلیفۃ المسیح کے نام آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں عورتوں کے حقوق کے متعلق ان کی مسٹر ریس ممبر پارلیمنٹ سے خط و کتابت ہو رہی ہے۔ اور خدا کے فضل سے اس نے اقرار کیا ہے کہ اسلامی تعلیم نہایت اعلیٰ ہے۔ عنقریب خواجہ صاحب چودھری فتح محمد صاحب ایم اے اور شیخ نور احمد صاحب مسجد ووکنگ کو آباد کرنے کے لئے جانے والے ہیں۔

مصری قافلہ یعنی شیخ عبد الرحمٰن صاحب مولوی فاضل اور سید ولی اللہ شاہ صاحب بھی مصر بخیریت پہنچ گئے ہیں۔ شیخ صاحب کا خط مفصل ہے اس سے اقتباس کیا جاتا ہے اور بعض حالات جو پچھلے خط میں درج نہ تھے وہ بھی لکھے جاتے ہیں:-

"مکرمی میاں صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ایک خط عدن سے ارسال خدمت کیا تھا اُمید ہے کہ مل گیا ہو گا۔ ہم ۱۲ تاریخ کو سویز پہنچے وہاں سے سوار ہو کر قاہرہ رات کے ۱۱ بجے پہنچ گئے الحمد للہ ثم الحمد للہ علی ذالک کیونکہ ڈاک یہاں سے منگل کو نکل جاتی ہے اور ہم منگل کو ہی رات کے ۱۲ بجے پہنچے تھے اسواسطے خط میں ایک ہفتہ کی تاخیر ہو گئی ہے مگر مجھے اب بالکل ہوش تھی اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ وہی شخص جو پیچھے ہمارے پاس تھے اور پوچھتے تک نہ تھے اب ہر ایک کچھ نہ کچھ خدمت کرنیکو تیار تھے۔ ہمارے کھانے کی اشیاء تو پیچھے لوگ کھا گئے صرف ٹرنک میں کچی چیزیں چاول وغیرہ رہ گئیں جنکو ہم ہرگز نہیں پکا سکتے تھے۔ وہی سیٹھ آیا اور کچھ مٹھائی دے گیا۔ تین دن ہم اوپر رہے اور ہمیں کچھ نہ کچھ کھانیکو مل جاتا رہا کچھ باورچی سے میوے منگوائے مگر وہ روپیہ لیکر صرف ۴ سنگترے دے گیا۔ مجھے اس وقت حضرت جانجاناں کا قصہ یاد آیا کہ وہ بھی تین دن تک بھوکے رہے اس کے بعد اللہ نے خود ہی لوگوں کے دلوں میں ڈالدیا۔ یہ حالت اسوقت ہماری ہوئی۔ طغیانی کا اس قدر زور تھا کہ اوپر بھی پانی نے پیچھا نہ چھوڑا۔ گو لہر تو نہیں آتی تھی مگر ہوا کی تیزی کی وجہ سے جب لہر اُٹھتے تو پانی کی بوچھاڑ اوپر آجاوے۔ سمندر کی حالت یہ تھی کہ چاروں طرف سے اسطرح اُٹھتا تھا کہ گویا اب جہاز کے بیچ میں آکر پڑتا ہے دوسری درمیانی رات کو اس قدر طوفان کا زور تھا کہ الاماں الاماں بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ اب جہاز غرق ہوا۔ لوگ سو گئے تھے اور میں اکیلا اسوقت جاگ رہا تھا عشاء کی نماز پڑھ رہا تھا۔ اسوقت خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے دعا کے لئے ایک خاص جوش عطا کیا اور پھر میں سجدہ میں گر گیا۔ اور بہت دعائیں اور عجیب عجیب طرح سے خدا نے دعائیں سکھائیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ اب یہ دعائیں قبول ہو گئیں اور ہم انشاء اللہ صحیح و سلامت پہنچ جائینگے۔ دُعا کرتے کرتے ہی میری آنکھ لگی تو کیا دیکھتا ہوں کہ جہاز کا کپتان آیا ہے اور اُس نے ایک آدمی کو مخاطب کر کے کہا کہ آٹھ دن جہاز میں نے نہیں چلایا بلکہ میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس نے چلایا ہے جس سے میں نے سمجھ لیا کہ رحمانی صفت اسوقت کام کر رہی ہے۔ ان دعاؤں میں میں نے یہ بھی دعا کی کہ مولیٰ اسوقت تو حضرت خلیفۃ المسیح اور میاں صاحب کے دل میں بھی تحریک کر کہ وہ بھی ہمارے لئے دعائیں مانگیں تو میں نے اسوقت آپکو دیکھا کہ آپ مجھے ملے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرے دل میں کل خیال آیا تھا کہ طوفان ہے اور میں دعا کروں میں حیران تھا مگر آج تو آ گیا ہے تو یہ معمہ حل ہو گیا ہے پھر آپ نے مجھے ناصر احمد کو لاکر دکھایا اور پھر میں نے آپکو اور مفتی فضل الرحمٰن اور مولوی فضل الدین اور چودھری فتح محمد کو دیکھا فضل الرحمٰن اور فضل الدین کو میں ہمیشہ ہر کامیابی کے وقت دیکھا کرتا ہوں اب میرے دل کو تسلی ہو گئی اور میرا دل طمانیت پکڑ گیا۔ لیکن میں حیران تھا کہ آٹھ دن کے کیا معنی ہیں کیونکہ تمام لوگ یہی کہتے تھے کہ یہ جہاز پانچ دن تک عدن پہنچ جاتا ہے اور حد ایک دن تاخیر ہو گی چھ دن میں یقیناً پہنچ جاویگا میں نے سوچا کہ آٹھ دن تو کسی صورت نہیں بنتے سویز تک تو آٹھ دن سے زیادہ لگینگے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا تماشا دیکھئے کہ جہاز پورے آٹھ دن میں عدن پہنچا میں نے شاہ صاحب کو پہلے ہی کہدیا کہ میری خواب میں تو آٹھ دن ہیں اور لوگ چھ دن کہتے ہیں شاہ صاحب استنے گھبرائے ہوئے تھے وہ کہیں کہ آٹھ دن کا نام مت لو۔ یہی باتیں ہیں جو خداوند کریم کی ہستی پر کامل یقین دلاتی ہیں کس قدر مردہ ہیں وہ دل جو دعا کے منکر اور الہام الٰہی کے انکار پر مصر ہیں میں نے ایک شخص کو کہا کہ دیکھو اگر خواب اپنے خیالات کا ہی مجموعہ ہو اور وہی نظر آجاتا ہے جو دن کو خیالات گذرتے ہیں تو پھر مجھے پانچ یا چھ دن کا خیال آنا چاہئے تھا کیونکہ تم لوگ ہمیشہ ہم کو پانچ یا چھ دن سنایا کرتے تھے آٹھ دن کس طرح آ گئے۔ اتنا کہنکر کہ بات تو ٹھیک ہے خاموش ہو گیا مگر تعجب ہے کہ باوجود دیکھ کر بھی ان کے دل میں یہ بات نہیں گھستی کہ خدا ابھی کلام کر سکتا ہے ان دنوں میں دعاؤں میں اس قدر جوش تھا کہ میں نے اسلام کی اشاعت مسلمانوں کی اصلاح اور اپنی جماعت کی ترقی اور دوری نفاق اور بغض کینہ حسد اور اس میں محبت اور اتفاق کے ہونے اور پھر خصوصیت سے حضرت خلیفۃ المسیح اور آپ کے خاندان اور آپکے لئے اور حضرت مسیح موعود کے تمام خاندان کے لئے بہت دعائیں کیں۔ قادیان کے رہنے والے تمام احمدی احباب کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے دعاؤں کیلئے بہت جوش عطا کیا میں نے رو رو کر دعائیں کیں اللہ تعالیٰ قبول فرما دے اس کے بعد سقوطرا گذر کر (کہتے ہیں کہ سقوطرا بہت خطرناک جگہ ہے۔ مگر میں نے اس رات جو طوفان دیکھا اس کے آگے تو سقوطرا کچھ ہستی نہیں رکھتا تھا) جب طوفان بند ہوا تو ہمیں پھر اپنی اصلی جگہ پھر جانیکا حکم ہوا جب ہم چھٹے دن وہاں پہنچے تو خدا تعالیٰ کے فضلوں کے قربان جاؤں اُس نے ایک آدمی مسمی محمد عالم جو پشاور کا رہنے والا تھا باوجود اس کے کہ وہ ہمارا سخت مخالف تھا اور ہماری بات بھی سننی نہ چاہتا تھا اسکو پکڑ کر ہماری خدمت میں لگا دیا اللہ اللہ پھر تو ہم سویز تک بڑے امن سے آئے صبح کو وہ چائے اور بسکٹ وغیرہ لے آئے۔ پھر ہمارے چاول سالن وغیرہ خوب عمدہ طرح سے اور بڑے شوق سے پکا کر لا دیوے اور جب ہم اس سے کسی قسم کا ذکر چھیڑیں تو بہت جوش میں آجاوے اور بالکل بات نہ کرے۔ پھر ہم نے ہوش میں آکر لوگوں کو تبلیغ کرنی شروع کی۔ مسلمانوں کی ایسی گندی حالت تھی اور ایسی جہالت میں گرفتار تھے کہ جس کی کوئی حد نہیں تھی۔ تقریباً تمام مسلمان جو جہاز میں سوار تھے سب حج کے لئے جا رہے تھے مگر ایک بھی ان میں سے نماز نہیں پڑھتا تھا بلکہ بعض تو ان میں سے شراب بھی پیتے تھے ایک پارسی نے میرے پاس آکر قرآن شریف کے آسمان سے نازل ہونے کے متعلق اعتراض کیا اور کہا خدا کے پاس قلم دوات پڑی ہوئی تھی جو اوپر سے لکھ کر بھیجدی۔ میں نے اُس کو تین جوابدیئے۔ اول تو مسلمانوں کا یہ اعتقاد نہیں کہ اسطرح قرآن شریف نازل ہوا دوسرے اگر لکھ کر ہی بھیجی ہو تو کیا قلم دوات کے بغیر وہ لکھ نہیں سکتا۔ تیسرے اگر قلم دوات کے ساتھ ہی لکھا ہو تو اس میں حرج کونسا ہے۔ یہ سُنکر تو وہ بھاگ گیا اور کہا کہ مجھے کام ہے اسوقت گفتگو نہیں کر سکتا۔ میں نے ہر چند اس کو پکڑ کر سمجھایا کہ تم اسلام کے متعلق کچھ سُن جاؤ مگر وہ بھی بہانہ کر کے چلا گیا کہ میں ابھی آتا ہوں مگر وہ دو دن تک ہمارے نزدیک نہ آیا۔ آخر عدن آکر کہا اسی طرح ایک اٹلی کا رہنے والا شخص مجھے مل گیا جو انگریزی بھی جانتا تھا میں نے انگریزی میں اس سے باتیں کرتے کرتے مذہبی گفتگو بھی چھیڑ دی تھوڑی دیر چل کر آخر بہانہ کر کے کہ میں تھکا ہوا ہوں کچھ آرام کرنا چاہتا ہوں چلا گیا دوسرے دن پھر مل گیا تو میں نے اُسکو پکڑا آخر اُس نے کہا کہ مجھ میں طاقت نہیں کہ آپ کی باتوں کا جواب دے سکوں اسی طرح مالابار کے ایک مولوی سے وفات مسیح پر گفتگو ہوئی اُس نے بھی آخر اپنے عجز کا اقرار کیا میں نے آخر اُسکو کہا کہ تم اس معاملہ میں غور کرو (باقی آئندہ)